احوالِ ابدال

مصنفہ
مولانا محمد عبدالعزیز غزنوی
قدس سرہ العزیز

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

رجال الغیب کے اسرار و رموز پر ایک مستند اور بے مثال کتاب

احوال ابدال

تالیف لطیف

حضرت مولانا ابو الرشید محمد عبد العزیز قدس سرہ العزیز

مقدمہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور

نام ـــــــــــــــ احوال الابدال

مصنف ـــــــــــــــ حضرت مولانا عبدالعزیز مزنگوی۔ لاہوری

مقدمہ ـــــــــــــــ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے

موضوع ـــــــــــــــ حالات وکوائف رجال الغیب (ابدال اللہ)

طباعت ـــــــــــــــ فوٹو آفسٹ نسخہ قدیم۔ مطبوعہ ربیع الاول ۱۲۵۶ھ

طباعت ثانی ـــــــــــــــ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

طابع ـــــــــــــــ معارف پریس لاہور

ناشر ـــــــــــــــ مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت ـــــــــــــــ چھ روپے

مقدمہ

ازقلم پیرزادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔اے

کائنات ارضی میں انسانی معاشرے کو ایک منظم، متمدن اور مربوط زندگی بسر کرانے کی کوششیں آغاز آفرینش سے ہی ہوتی رہی ہیں۔ اس معاشرے کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اس ضرورت کو زیادہ سے زیادہ محسوس کیا جانے لگا۔ چنانچہ نسل آدم میں جہاں ہمیں شہنشاہانِ عالم کی فتوحات ان کی حکمرانی کے ضوابط حصول جاہ واقتدار کی کشمکش کے لاکھوں واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں ہم اس معاشرہ کی اصلاح و تنظیم میں ان صاحب اسرار ہستیوں کے اثرات و احوال کو نظر انداز نہیں کر سکتے جنھوں نے انسانی اذہان و قلوب کو منظم و مربوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ہستیوں نے زندگی کے ہر دور میں انسانی اصلاح اور اخروی فلاح کے لیے کام کیا ہے اور وہ ٹھوس حقایق کو لے کر نہایت خاموشی سے کام کرتے گئے۔ ان کے ہاتھ تلوار کے قبضہ پر تو نہیں گئے۔ مگر دلوں کی فتوحات کرتے گئے۔ وہ علاقائی سرحدوں کی تقسیم میں تو ملوث نہیں ہوئے۔ مگر وہ روحانی اقدار کو منظم کرنے سے کبھی غافل نہیں رہے ان کے ہاتھ نسل آدم کے خون سے رنگین تو نہیں ہوئے۔ مگر دنیا کے شہنشاہوں کی اکڑی ہوئی گردنیں ان کی نگاہ کی تیغ بازی کے سامنے جھکتی گئیں۔ ے

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند
زشاہاں تاج ستانند وخرقہ بردوشند

ایک عرصہ سے ان خرقہ بردوش ہستیوں کے احوال و اسرار کی جستجو اہل ذوق کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مفید کتاب احسن الاقوال۔ فی احوال الابدال میں ایسے ہی رجال میں سے آپ کو ابدال کے فضائل۔ ان کی حکمرانی کے مقامات۔ ان کے مقامات نیام۔ ان کی

تعداد ۔ ان کی خصوصیات ان کے کمالات پھر انسانی معاشرت پر ان کے اثرات کی تفصیل ملے گی ۔ اور آپ تمام کتابوں کے مطالعہ کے ماوریٰ اس کتاب میں ایک خاص قسم کی معلومات سے مستفید ہوں گے ۔

ظاہر بین نگاہ ان پر اسرار ہستیوں کے کمالات و احوال کے ادراک سے ہمیشہ محروم رہی ہے، مگر اہل دل نے ان رجال اللہ کے فیضان سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ دنیا کے بادشاہوں کی تمام فتوحات ان صاحب اسرار بزرگوں کی نگاہ کی حکمرانی کے سامنے ہیچ اور بے وقار دکھائی دیں ۔ انہوں نے ہمیشہ ان کی روحانی قوتوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے ؎

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے　　جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم انکی ٹھوکر سے صحرا و دریا　　پہاڑ ان کی ہیبت سے مانند رائی

صوفیا کے ہاں ان افراد کی تنظیم اور روحانی سلطنتوں کے نظام کی ذمہ داری بھی ایسے ہی صاحب کمال حضرات ابدال پر عاید ہوتی ہے ۔ ہم اس نظام میں سے چند مناصب کا ذکر کرنا غیر موزوں محسوس نہیں کرتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ابتدائی تعارف سے کتاب کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی ۔ سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ابدال (جن کی تفصیل زیر نظر کتاب میں ہے) کون حضرات ہیں ۔ ان کے حدود کار میں کون کون سے امور آتے ہیں ان کے فرائض کیا ہیں اور ان کا قیام کائنات ارضی کے کن کن مقامات پر ہوتا ہے ۔ یہ کن کن ہستیوں کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں ۔ ان کا تقرر، تبدیلی یا اختیارات کی حدود کیا کیا ہیں ۔

ابدال در اصل رجال اللہ میں سے ایک مخصوص مقام پر فائز ہوتے ہیں ۔ قرآن پاک نے ہمیں رجال اللہ (مردان خدا) کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے ۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔　　ترجمہ :- وہ مردان حق جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد خداوندی سے غافل نہیں کرتی ۔

ان کا وجود مسعود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رہا ہے ۔ اور حضور کے عہد مبارک سے لے کر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہے گا ۔

کائنات کے قیام اور نظام کا دارومدار ان ہی مردانِ خدا پر ہے۔ عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ انہیں کی تعلیمات و ہدایات پر قایم ہے۔ امورتکوینی کے انصرام اور تصرفات کو نیبہ کی قدرت سے مشرف ہوتے ہیں ان کی برکات سے بارشیں برستی ہیں۔ نباتات پر سرسبزی آتی ہے کائنات ارضی پر مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی انہی کی نگاہِ کرم کا مرہونِ منت ہے۔ شہری آبادیاں تقلب احوال وتحول اقبال، سلاطین کے عروج وزوال۔ انقلابات زمانہ اغنیاء و مساکین کے حالات میں ردوبدل۔ اصاغر و اکابر کی ترقی و تنزل جنود وعساکر کا اجتماع و انتشار بلاؤں اور وباؤں کا رفع و دفع ہونا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کروڑوں طاقتوں کا مظاہرہ انہیں کے اختیار میں ہے۔ آفتاب عالم تاب خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے تمام کائنات کو روشن رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے غیب الغیب سے ایک نور ان حضرات پر وارد کرتا ہے۔ جس سے وہ بنی آدم کے نظام کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اولیاء ظاہرین اور اولیائے مستورین

اولیائے ظاہرین کے سپرد مخلوق خدا کی ہدایت۔ اصلاح ہوتی ہے۔ یہ لوگ مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اور اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ دشوار ترین حالات کے سامنے بھی اپنے کام میں مامور رہتے ہیں۔

اولیائے مستورین کے سپرد انصرام امورتکوینی ہوتا ہے۔ یہ اغیار کی نگاہوں (نگاہِ ظاہرین) سے مستور اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی صاحب خدمت ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے انصرامی امور کی سرانجام دہی کے سلسلہ میں اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں اصطلاح صوفیہ میں رجال الغیب اور مردانِ غیب کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں ان کے قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ اور مستوری الرحمن کا مقام پاتے ہیں۔ وہ نہ تو پہچانے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے وصف بیان کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ عام انسانی شکل میں رہتے ہیں۔ اور عام انسانوں میں صبح و شام مصروف کار رہتے ہیں۔

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر متعین ہیں۔ عالم احساس میں جس انسان کی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں لوگوں کو پردہ غیب سے پیچھے کی خبریں دیتے ہیں۔ پوشیدہ امور سے بعض اوقات پردہ اٹھا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو تمام کائنات ارضی پر پھرتے ہیں۔ لوگوں سے اپنا تعارف کراتے ہیں اور پھر آناً فاناً غیب ہو جاتے ہیں۔ ان سے باتیں کرتے ہیں۔ انکی مشکلات کا حل بتاتے ہیں۔ ان کے مسائل کا جواب دیتے ہیں اور جنگلوں پہاڑوں صحراؤں اور سمندروں میں قیام کرتے ہیں۔ ایسے حضرات میں سے قوی تر حضرات شہروں میں بھی قیام کرتے ہیں۔ صفات بشری کے ساتھ صبح و شام بسر اوقات کرتے ہیں۔ آبادیوں میں اعلیٰ مکانات میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ احباب کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے معاملات میں شریک کرتے ہیں۔ بیمار پڑتے ہیں تو اپنے حلقۂ احباب سے عیادت کرواتے ہیں، علاج کرواتے ہیں اولاد و اسباب، احوال و املاک رکھتے ہیں۔ لوگوں کی دشمنیوں، بدگمانیوں، ایذا رسانیوں، اور حسد و بغض کے اثرات برداشت کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے حسن احوال اور کمالات باطنی کو اغیار کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ صاحبان نظر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں صاحبان احوال ان کی زیارت کرواتے ہیں۔ انہی کی شان میں ارشاد ہوتا ہے اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط

مندرجہ بالا رجال اللہ (مردان خدا) کو بارہ اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) اقطاب	(۲) غوث	(۳) اماماں	(۴) اوتاد
(۵) ابدال	(۶) اخیار	(۷) ابرار	(۸) نقبا
(۹) نجبا	(۱۰) عمد	(۱۱) مکتومان	(۱۲) مفردان

اقطاب :۔ ہر زمانہ میں صرف ایک قطب ہوتا ہے۔ یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں اور جہانگیر عالم، عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف

ہوتا ہے۔ اور سارا عالم اسی کے فیض برکت سے قائم ہوتا ہے۔ اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ قطب عالم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے احکام دفیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے۔ بڑی عمر پاتا ہے۔ نورِ خاصہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا، اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے۔ قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں۔ قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مقام قرب ذاتیت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔

اقطاب کی بے شمار قسمیں ہیں۔ یہ اقطاب تمام کے تمام قطب عالم کے ماتحت ہوتے ہیں قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ وغیرہ۔ بعض اوقات مختلف افراد کی تربیت کے لیے ایک ایک قطب کا تعین کیا جاتا ہے۔ قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلان یہ اقطاب شہروں، قصبوں، گاؤں غرضیکہ جہاں جہاں انسانی معاشرہ ہے وہاں ایک قطب مقرر ہے جو اس کی محافظت اور اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ بستی مومنوں سے آباد ہو خواہ کافروں سے مگر قطب اپنے فرائض سرانجام دیتا رہتا ہے۔ مومنوں کی بستیوں میں اسم ہادی کی تجلی سے کام لیا جاتا ہے اور کافروں کی پرورش یا نگرانی اسم مضل کے ماتحت ہوتی ہے۔

غوث:- بعض صوفیہ نے غوث اور قطب ایک ہی شخصیت کو قرار دیا ہے مگر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے۔ بعض اوقات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخصیت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب اور غوث غوثیت کے اعتبار سے غوث العالم کہلاتا ہے۔

امامان:- قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں۔ ایک قطب کے

داہنے ہاتھ رشیاب جس کا نام عبدالملک ہے۔ اور دوسرا بائیں ہاتھ بیٹھتا ہے۔ اور اس کا نام عبدالرب ہے۔ داہنے ہاتھ والا قطب مدار سے فیض پاتا ہے اور عالم علوی سے افاضہ کرتا ہے بائیں ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کرتا ہے مگر عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے۔ صوفیہ کے نزدیک بائیں ہاتھ والے امام کا رتبہ دائیں ہاتھ والے امام سے بلند تر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والا ترقی پاتا ہے۔ اور اس کی جگہ دائیں ہاتھ والا مقرر ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم کون و فساد میں انتظام کرنا اور امن برقرار رکھنا زیادہ مشکل ہے۔ اس عالم میں معاشرہ اپنی خواہشات غیض و غضب اور فساد و شر کی وجہ سے سخت انصرام و انتظام کی ضرورت کا تقاضا کرتا ہے اس لیے یہ وزیر زیادہ مستعد، تجربہ کار اور مضبوط رکھا جاتا ہے۔ اس کی نسبت عالم علوی کے احوال زیادہ اصلاح یافتہ ہیں جہاں مشکلات کا سامنا کم ہوتا ہے۔

اوتاد: دنیا میں چار اوتاد ہوتے ہیں۔ یہ عالم کے چاروں آفاق (گوشوں) پر متعین ہیں۔ مغربی افق والے اوتاد کا نام عبدالودود، مشرقی افق والے کا نام عبدالرحمٰن، جنوبی والے کا نام عبدالرحیم اور شمالی والے کا نام عبدالقدوس ہوتا ہے۔ قیام عالم میں یہ اوتاد میخوں کا کام دیتا ہے اور پہاڑوں کی طرح زمین پر امن برقرار رکھنے کا کام دیتے ہیں۔

الم نجعل الارض مهاداً	کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو
والجبال اوتاداً۔	اوتاد نہیں بنایا؟

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں صوفیا کرام نے اوتاد حضرات کے مقامات۔ فرائض۔ مراتب اور قیام امن میں ان کے کردار کو تفصیلی طور پر بیان فرمایا ہے۔

ابدال: (ہمارا موضوع کتاب) انہیں بُدَلاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں بیک وقت سات ہوتے ہیں اور سات اقالیم پر متعین ہوتے ہیں یہ سات انبیاء کے مشرب پر کام کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی روحانی امداد کرتے ہیں۔ اور عاجزوں اور بےکسوں کی فریاد رسی پر مامور ہیں۔

۱۔ ابدال اقلیم اوّل —— برقلب ابراہیم علیہ السلام —— نام —— عبدالحیٔ
۲۔ ابدال اقلیم دوم —— برقلب موسیٰ علیہ السلام —— نام —— عبدالعلیم
۳۔ ابدال اقلیم سوم —— برقلب ہارون علیہ السلام —— نام —— عبدالمرید

۴ ۔ ابدال اقلیم چہارم ــــــ برقلب ادریس علیہ السلام ــــــ نام ــــــ عبدالقادر

۵ ۔ ابدال اقلیم پنجم ــــــ برقلب یوسف علیہ السلام ــــــ نام ــــــ عبدالقاہر

۶ ۔ ابدال اقلیم ششم ــــــ برقلب عیسیٰ علیہ السلام ــــــ نام ــــــ عبدالسمیع

۷ ۔ ابدال اقلیم ہفتم ــــــ برقلب آدم علیہ السلام ــــــ نام ــــــ عبدالبصیر

مندرجہ بالا سات ابدالوں میں سے عبدالقادر اور عبدالقاہر کو ان مقامات پر ممالک اور اقوام پر مسلط کیا جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہونا ہوتا ہے۔ یہ مقہوری بنتے ہیں۔ ان سات ابدالوں کو قطب اقلیم بھی کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا ابدال کے علاوہ پانچ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جو یمن میں رہتے ہیں اور پورے تمام پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ یہ قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ قطب عالم کا فیض قطب اقالیم پر اور قطب اقالیم کا فیض قطب ولایت پر اور قطب ولایت کا فیض تمام اولیا سے جہاں پر وارد ہوتا رہتا ہے علاوہ ازیں ۳۵۰ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جن میں سے تین سو (۳۰۰) قلب آدم علیہ السلام پر ہیں۔ میر سید محمد جعفر مکی نے چار سو چار (۴۰۴) ابدال کی تعداد بتائی ہے جو مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں۔ اور مختلف خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

مفردان: ان افراد کو کہتے ہیں جو قطب عالم ترقی کرتا ہے وہ فرد ہو جاتا ہے۔ مقام فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تصرف اور تحقق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار تو علی الدوام تجلی صفات میں رہتا ہے۔ مگر خود تجلی ذات میں ہوتا ہے۔ قطب مدار خاص ہے۔ فرد اخص ہے۔ فردانیت مقام انبساط و محبت ہے۔ یہاں پہنچ کر مراد باقی نہیں رہتی۔ بعض اولیاء کو تجلی افعالی ہوتی ہے۔ بعض کو تجلی اسمائی۔ بعض کو تجلی آثاری۔ بعض مقام صحو میں ہوتے ہیں۔ بعض مقام سکر میں۔ بعض بیک وقت دونوں مقامات پر۔ مقامات اولیاء اللہ خارج از حد و حصر ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔ تنزل کی ایک حد ہے مگر عروج و ترقی حدود و انتہا سے مبرا ہے۔ افراد ترقی کر کے جب فردانیت میں کامل ہو جاتے ہیں تو ان کا رتبہ محبوبیت آ جاتا ہے۔ پھر محبوبیت بھی مقبولان بارگاہ میں خاص امتیاز ذات کے

ہوتی ہے۔ حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اسی مقام محبوبیت کے مالک تھے۔ بحر المعانی میں لکھا ہے۔

"روزے ایں فقیر در کشتی در دریائے نیل مصر با حضرت خضر علیہ السلام مصاحب بود۔ سخن درمیان شاہدان لایزالی می رفت۔ خضر علیہ السلام می فرمود کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ نظام الدین بدایونی در مقام معشوقی بودند کہ امثال ایشاں دیگرے نہ رسید۔"

اخیار :۔ ابدال میں سے چالیس اخیار کہلاتے ہیں۔

نقبا :۔ یہ تین سَو ہیں۔ سب کا نام علی ہے۔

نجباء :۔ یہ تعداد میں ستر ہیں۔ نام حسن اور مصر میں رہتے ہیں۔

عمد :۔ چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف زاویوں میں کام کرتے ہیں۔

مکتوبان :۔ یہ حضرات چار ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ملتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔ ان پر اپنا حال آشکار نہیں ہوتا۔ ایسے لباس میں ہوتے ہیں کہ اغیار پہچاننے سے عاجز ہوتے ہیں۔ یہ اپنے مقام سے خود ناآشنا یا یوں کہئے حالت اخفا میں ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا تشریحات کے علاوہ ان رجال اللہ (مردان خدا) میں سے بہت سے اور اقسام ایسے ہیں جو کائنات کے انتظامات و انصرامات میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ بھی رجال الغیب کی صفت میں آتے ہیں مگر ان کے صحیح مقامات سے اہل خرد پوری طرح آگاہ و آشنا نہیں اور نہ ہی ان کے احوال و مقامات کا ادراک ان کی عقلی وسعتوں میں سما سکتا ہے۔ یہ حضرات اپنے فرائض میں اس قدر مستعد اور مربوط ہوتے ہیں کہ ہم ظاہر بین اندازہ نہیں کر سکتے۔ زیر نظر کتاب ایسے ہی بزرگان حق پر روشنی ڈالتی ہے۔

مندرجہ بالا صفحات میں ہم اپنے قارئین کو ان رجال اللہ یا مردان غیب سے آشنا کرنے کیلئے ایک مختصر سی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں ان حضرات کا مختصر ذکر بھی دور از موضوع نہ ہو گا۔ جو ہمارے ظاہری احوال و معاملات کی روحانی اصلاح اور نگرانی فرماتے ہیں۔ ان میں علماء، مشائخ، صوفیہ، صلحا، اتقیاء اور مجدد شامل ہیں۔ علماء و مشائخ کے ہزاروں مقامات و مراتب ہیں۔

وہ معاشرہ انسانی کی اصلاح ظاہر و باطن کے لیے مختلف انداز رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ان کے اثرات خصوصیت کے ساتھ مسلم معاشرے پر نمایاں ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی اصلاحی کوششیں غیر مسلم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ مگر تاریخ عالم نے عالم اسلام کے اذہان و فکر میں جن انقلابات کی نشاندہی کی ہے۔ وہ ان علما و مشائخ کی شبانہ روز کوششوں کے رہون منت تھے ان میں صوفیہ خاص طور پر روحانی اور قلبی اصلاح میں مصروف رہے۔ اور ان کی اس کوشش نے اسلامی معاشرے کی اخلاقی نشوونما میں بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے احکام الٰہیہ اور مقام مصطفٰی کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے میں بڑا کام کیا۔ انہوں نے مردہ دلوں کو حیات "تازہ بخش اور مردہ نعشوں کو و نفخت فیہ من روحی کے پیغام سے زندہ کر دیا یہ لوگ برملا کہتے ہیں۔

ما جام جہاں نمائے ذاتیم ما مظہر جملہء صفاتیم
ما نسخہء نامہء الٰہیم ما گنج طلسم کائناتیم
ہم صورت واجب الوجودیم ہم معنی جان ممکناتیم
برتر ز مکاں و در مکانیم بیرون ز جہات و در جہاتیم
ہر چند کہ مجمل دو کونینیم تفصیل جمیع مجملاتیم (مغربی)

صوفیا میں سے صوفی، متصوف اور متصوف کی اصطلاحات اہل علم پر کسی تفصیلی وضاحت کی محتاج نہیں ہیں۔ البتہ ان حضرات میں سے ملامتیہ، قلندر اور مجذوب کسی قدر وضاحت طلب ہیں۔ جسے ہم اختصار سے بیان کرتے ہیں۔

ملامتیہ ، صوفیہ کی وہ جماعت ہے جو ریا سے بچتی ہے اور اخلاص میں بے حد کوشش کرتی ہے وہ اپنے کمالات باطنی کو ظاہری شکستہ حالی کے پردے میں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ ظواہر بین حضرات ان پر اپنی عقل کے ماتحت غلط رائیں قائم کرتے ہیں اور سنگین الزامات کی بناء پر فتاوٰی صادر فرماتے ہیں مگر ان حضرات ملامتیہ نے نہ تو اپنے حالات پر نظر ثانی کرنے کو درخور اعتنا سمجھا اور نہ اپنے معاندین کے فیصلوں کو اہمیت دی۔ وہ دار و رسن کو مقام عظمت جان کر قبول کرتے گئے۔ وہ لوگوں کی ملامت کو حرز جاں بناتے اور کہتے رہتے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم ۔۔۔ مگر نازم بایں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم
خوشا رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را ۔۔۔ زہے تقویٰ کہ من با جبہ و دستار می رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم ۔۔۔ بہر طرزے کہ می رقصانیم اے یار می رقصم
منم عثمان ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم ۔۔۔ ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

قلندر در صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے۔ یہ لفظ سریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کر نا چلا جاتا ہے۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں "جب صوفی منتہی اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔"

زمین و آسمان ہر دو نشر لبقند ۔۔۔ قلندر را دریں ہر دو مکاں نیست
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ ۔۔۔ وگرنہ یارِ من از کس نہاں نیست

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اوقات دم بخود رہ جاتے ہیں۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر ۔۔۔ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

دنیا کے گرد و غبار میں اٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو

قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گل کوشند
ز شاہاں تاج ستانند و خرقہ بر دوشند

نظر آتے ہیں۔ شیخ الاسلام النامقی الجامی نے کیا خوب کہا ہے

قلندر پرتو نورِ الٰہی ست ۔۔۔ قلندر مطلع انوارِ شاہی ست
قلندر را مقام کبریائی ست ۔۔۔ قلندر در بحرِ آشنائی ست
قلندر موج بحرِ لایزالی ست ۔۔۔ قلندر نورِ شمع ذوالجلالی ست
قلندر ذرہ صحرائے عشق ست ۔۔۔ قلندر قطرہ دریائے عشق است

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لیے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کیے۔ کتابیں لکھیں، مقامات سپردِ قلم کیے، اوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ یہ لا الٰہ کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے فارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سما سکا۔

شاہ بو علی قلندرؒ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بو علی نوائے قلندر نواختے

صوفی پدے صرآنکہ بعالم قلندراست

یہ شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے۔ نہ معانی و بیاں کے پیمانے میں ناپا جا سکتا ہے۔

قلندر کے بیائد در عبارت

قلندر کے بگنجد در اشارت

حقیقت یہ ہے قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچہ محبوب میں پہنچنے کے لیے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجرد شد از دین و دنیا قلندر

کہ راہِ حقیقت ازیں ہر دو برتر

مجذوب :- صوفیا میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ ملا تنبیہ ریا کاری سے بچنے کے لیے "سنگ باری طفلاں زمانہ" کے مقام پر آکھڑا ہوتا ہے۔ قلندر علم و خرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اوپر نکل جاتا ہے۔ اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کہتا ہے۔

آنجا رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لیے پر تولتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے۔ مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لانی ہوتی کہتی ہے۔

ہزار بار مرا نوریاں کمیں کردند

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔ اسے بیگانے در خورِ محفل نہیں سمجھتے۔ اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لیے طریق سیر کشفی بیاں چلتا ہے۔ طریق استدلال سے بالکل ناآشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اوقات یاد باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و مافیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں۔ منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعث ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو مستانی متبدی

کہتے ہیں۔ جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کے صوفی کو سالک مجذوب کہتے ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے رہتے ہیں۔ تجلیات وارد ہوتی رہتی ہیں۔ وہ صفائی متوسط کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ جاکر مجذوب کامل بنتا ہے۔ یہ مجذوب واصل ہوکر ہوکر مقام تعین پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام صفائی منتہی ہے۔ اور اس رتبہ پر فائز صوفی کو مجذوب سالک کہا جاتا ہے۔

صوفیاء اسلام کے مجذوبین کے ایک خاصی تعداد ایسی ہے جسے تاریخ اور سیر نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے۔ مجذوبین کا یہ طبقہ اصلاح عالم کے کسی مقام پر متعین نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں جذب حقیقی سے انکی فرصت ہے۔ کہ خلق کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لیں بایں ہمہ بعض حضرات کے معاملات ان مجاذیب کے گوشہ ابرو کی جنبش سے وارث ہوئے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں مصنف العلام حضرت مولانا عبدالعزیز مزنگوی قدس سرہ نے بڑی محنت شاقہ سے ان احادیث کو بیان فرمایا ہے جن میں ابدال کے احوال و مقامات کی نشان دہی ہوتی ہے۔ چونکہ فاضل علام خود عالم علوم ظاہری اور واقف رموز باطنی تھے۔ انہوں نے احادیث کے راویان کرام کے حالات و کوائف کو بھی بیان کر دیا۔ تاکہ اہل علم اپنے ذوق کے مطابق حصہ لے سکیں۔

دور حاضر میں مادیت نے انسانی ضمیر کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ انسان اپنی ظاہری زندگی کی آسانیوں کے حصول کے دیوانہ وار تگ و دو میں مصروف ہو گیا ہے۔ اہل اللہ کی مجالس سے محروم ہو گیا۔ علماء حق کی صحبت سے دور چلا گیا۔ رشد و ہدایت کے چشموں سے اسے ایک قطرہ آب میسر نہیں۔ یاد الٰہی کی راحتوں سے یکسر بے بہرہ ہو گیا۔ اسے کثرت مال کی فکر نے تاب گور دوڑ دھوپ میں سرگرداں کر دیا۔ اندریں حالات مؤلف گرامی کی کوشش کو از سر نو طبع کرانا اور قارئین کے مطالعہ کے لیے عام کرنے کی کوشش مکتبہ نبویہ۔ لاہور نے اپنے ذمہ لی ہے۔ الحمد للہ انہوں نے اس اہم کام کو سرانجام دے کر اہل دل اور اہل ذوق کو مختصر مگر موضوع کے اعتبار سے بڑی اہم کتاب شائع کی جس کے لیے وہ مبارک کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف نے جن حضرات رجال اللہ (مردان غیب) کے احوال و مقامات پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے وہ استفادہ ہے۔ "سرِّ دلبراں" مصنفہ سیّد محمد ذوقی رح کے صفحات سے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرِّ دلبراں احوال و اصطلاحات صوفیہ کی معرفت کے لیے ایک عمدہ کتاب ہے ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

طالب دعا

اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے

۱۸۱ ریواز گارڈن۔ لاہور

۲۱ اپریل ۱۹۷۶ء

فہرست مضامین احسن الاقوال فی فضائل الابدال مترجم و محشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پہلا باب ۔ ابدال کے فضائل میں

(حدیث اوّل) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَرَوَاهُ الْحَکِیْمُ بِاخْتِلَافٍ یَّسِیْرٍ (نوادر صفحہ ۹۹ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ تصنیف حکیم ترمذی)

عبادہ[1] بن صامت انصاری خزرجی مدنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپکی کنیت ابوالولید ہے آپ حضور کے نقباء تھے اور عقبۂ اولی وثانیہ وثالثہ اور جنگ بدر وغیرہ میں حاضر تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو ملک شام میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا اور حمص میں قیام فرمایا پھر وہاں سے فلسطین میں اور وہیں رملہ[2] یا بیت المقدس میں ۳۴ھ بہتر سال کی عمر میں انتقال فرمایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں جامعین قرآن کی شمولیت کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا آپ سے ایک سو اکاسی حدیثیں مروی ہیں چھ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور دو امام بخاری اور دو مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے الگ الگ بیان فرمائی ہیں اور باقی دوسری کتب حدیث میں (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۱۲ مجتبائی) آپ کا طول دس بالشت تھا۔ کما قال سعید بن عفیر (کذا فی التقریب)

ابدال ۔ اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے وجود سے زمین کو قائم رکھا ہے اور وہ ستر آدمی ہیں چالیس ملک شام میں اور تیس دوسری جگہوں میں ان میں سے جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قائم کر دیا جاتا ہے۔ (منتہی الارب)

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم اور نام سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی ہے جو ملک شام کے شہر عکا میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ میں طلب علم شروع کی اور اکثر شہروں حرمین شریفین یمن مصر بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان، جزیرہ وغیرہ میں پھرے آپ کے والد ماجد نے علم حدیث کے حاصل کرنے کی حرص اور تاکید فرمائی اور ان کو شہر بشہر لیکر پھرے اور اساتذہ کی خدمت میں پہنچایا آپ کی تصانیف بہت ہیں مثلاً معجم کبیر[1]۔ معجم اوسط[2]۔ معجم صغیر[3]۔ کتاب الدعاء[4]۔ کتاب المناسک[5]۔ کتاب عشرۃ[6]۔ کتاب النوادر[7]۔ کتاب دلائل النبوۃ[8] اور ایک تفسیر کلاں[9] اور بہت سی کتابیں جو بالکل نایاب ہیں آپ نے علم حدیث کے حاصل

[1] اشعۃ اللمعات میں ہے کہ عبادہ بضم عین وتخفیف موحدہ طویل جسیم جمیل بود ۱۲ منہ۔ [2] رملہ شام میں ایک مشہور شہر ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

کرنے میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی حتیٰ کہ تیس ۳۰ سال تک بوریے پر لیٹے رہے اور راحت اور آرام اپنے لئے گوارا نہ کیا، آپ بوجہ وسعت علمی اور کثرت روایت کے ممتاز زمانہ تھے، **ابوالعباس** احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ حدیث لکھی ہیں، آپ کو آخر عمر میں زنادقہ (یعنے اسماعیلیہ کے فرقہ قرامطہ سے کہ اس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے اور آپ انکار احادیث سے کیا کرتے تھے) نے جادو کیا جس سے آپ کی ظاہری بینائی زائل ہوگئی اور ۲۸ ذیقعدہ ۳۶۰ھ کو سو سال دس ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا، اور حافظ ابونعیم اصبہانی مصنف حلیۃ الاولیاء نے نماز جنازہ پڑھائی (بستان المحدثین مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۱۵ تا ۵۴ ملخصاً)

ترجمہ حدیث اوّل ۔عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال میری اُمت میں تیس ہیں اُنہیں سے زمین قائم ہے اُنہیں کے سبب تم پر مینہ اُترتا ہے اُنہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے (کبیر میں سند صحیح ہے) الامن والعلی ص۲۲) اور روایت کیا اس کو حکیم نے تھوڑے سے اختلاف سے **ف ۱** اولیاء کرام بے شمار ہیں اُن کے شمار و تعداد کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یا جو اس کے مقرب و محب ہیں جن کی شان میں کہا گیا ہے ع

خاصانِ خدا، خدا نباشند ۔۔۔ لیکن ز خدا جدا نباشند

اس پر کلام خدا مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ شاہد و ناطق ہے، اولیائے کرام اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں ان کے کرامات برحق ہیں جو ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں بعض کرامات کا ذکر کلام الٰہی میں بھی آیا ہے، مثلاً مریم علیہا السلام کے پاس بے بہار کے پھل ہوئے حجرے میں دیکھ کر زکریا علیہ السلام کا آپ سے دریافت کرنا يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کھجور کے خشک درخت کا سرسبز ہونا، اور اس میں کھجوروں کا لگنا اور خدا تعالیٰ کا فرمان وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا یعنے کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی (کنز الایمان) حالانکہ وہ موسم کھجور کا نہ تھا اسی طرح خضر علیہ السلام سے کرامات عجیبہ کا ظہور اور آصف بن برخیا کا سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس شہزادی کا مقفل و مقفل درزین تخت دور دراز سے ایک دم میں لاکر حاضر کر دینا وغیرہ وغیرہ (تفسیر مظہری و روح البیان وغیرہ)

ف ۲ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اولیائے کرام دافع البلا بھی ہیں، اور خدا کے حکم سے وہ مدد بھی کرتے ہیں اِن کا مدد کرنا گویا خدا تعالیٰ کا ہی مدد فرمانا ہے، خدا تعالیٰ حقیقی مددگار ہے

اوراس کے مظہرعون اولیائے کرام وغیرہ ہیں یہ مدد بغیر اللہ تعالیٰ نہیں ہے ان سے استمداد غیر اللہ نہیں ہاں یہ وسیلہ امداد الٰہی ہیں، اگر کوئی شخص موحد زمانہ یہ کہے کہ تم بحکم اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اللہ سے ہی مدد مانگو۔ ؎

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

تو اس کا جواب یہ ہے۔ ع

توسل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

مظہر اوصاف حق ہیں اولیاء * ان کی ہے امداد امداد خداء

اللہ تعالیٰ سب اہل اسلام کو اولیاء کرام کی محبت عطا فرمائے، جو ذریعہ نجات ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[1] آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کی محبت ہو اور یہ ایسی محبت ہے جو قیامت کو بھی قائم رہے گی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۞

حدیث (۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ كُلِّ قَرْنٍ مِنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ وَهُمُ الْبُدَلَآءُ الصِّدِّیْقُوْنَ بِهِمْ یُسْقَوْنَ وَبِهِمْ یُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ یُدْفَعُ الْبَلَآءُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ رَوَاهُ الْحَكِیْمُ فِی النَّوَادِرِ

محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ آپ امام صدوق مشہور صاحب صلاح وتقویٰ اور اہل فتویٰ ہیں آپ کا حلقہ درس مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً میں اشبہ باہل العلم آپ ہی تھے آپ کے سوا اور کوئی نہ تھا اور آپ علماء میں مثل ایک یاقوت کے تھے، عباس بن نصر بغدادی صفوان بن عیسیٰ سے راوی ہیں کہ آپ ماں کے بطن میں تین سال رہے، والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد پیٹ شق ہو جانے سے آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے دانت اُگے ہوئے تھے آپ نے ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا، امام مسلم نے اپنی کتاب میں ان سے تیرہ[13] حدیثیں روایت کی ہیں، اگرچہ بعض متاخرین نے آپ کے حافظہ میں کلام کی ہے، مگر آپ بڑے ذکی تھے ایک دفعہ آپ ۔۔ محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلہ کو نکلے، مدینہ منورہ کے والی جعفر بن سلیمان ہاشمی نے چاہا، کہ ان کو کوڑے مارے یا ان کا ہاتھ کاٹ ڈالے آپ نے کہا کہ اے بادشاہ خدا تمہارا بھلا کرے، اگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسا کریں، تو کیا آپ ان کو مارینگے، جواب دیا نہیں کہا گیا، کہ ابن عجلان مدینہ منورہ میں ایسے ہی ہیں جیسے حسن رضی اللہ عنہ بصرہ میں، تب بادشاہ نے آپ کو معاف کر دیا۔ آپ کے والد عجلان فاطمہ بنت ولید کے غلام تھے۔ (میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر)

قرن ۔ چالیس۴۰ سال یا دس۱۰ یا بیس۲۰ یا تیس۳۰ یا پچاس۵۰ یا ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ یا سو۱۰۰ یا ایکسو بیس۱۲۰ سال کو کہتے ہیں (صحیح الاقوال صد سال ہے، اس کی صحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قول مبارک سے ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ حدیث ہے، اِنَّہٗ مَسَحَ عَلٰی رَأْسِ غُلَامٍ وَقَالَ عِشْ قَرْنًا فَعَاشَ مِائَۃَ سَنَۃٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہ تو وہ سو سال تک زندہ رہا (نہایہ جزری صفحہ ۲۷۸ و منتہی الارب جلد سوم صفحہ ۴۸)

نیز **قرن** حیوان کی شاخ، سینگ گیسو، مدت دراز، کو بھی کہتے ہیں میقات حج کا نام بھی ہے اور یمن میں ایک قبیلہ کا نام بھی، جس سے حضرت اویس قرنی باطنی باربار گاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں (لغات فیروزی) (تفصیل قرن در باب مناقب صحابہ اردو اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سیف المقلدین صفحہ ۴۸)

اور ایک شے عورت کی شرمگاہ میں پیدا ہو جاتی ہے، جو مانع جماع ہوتی ہے، اور اس سے آلہ تناسل کو ایسے ہی ایذا ہوتی ہے، جیسے سینگ سے، ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چار عورتوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور اگر لونڈیاں ہوں تو بیع درست نہیں پاگل، کوڑھی، برص، سفید داغ والی، مذکورہ عیب والی عورت سے ۔ یہ مرض عورتوں کے علاوہ اونٹنی کے پیشاب گاہ میں کبھی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے مردوں کے خصیوں میں کبھی نفخ اور ورم پیدا ہو جاتا ہے، عورتوں میں یہ مرض بڑا عیب ہے، اس قسم کا ایک جھگڑا ایک لونڈی کے متعلق قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لایا گیا، تو آپ نے فیصلہ میں فرمایا، کہ اس کو بٹھاؤ، اگر وہ سینگ سا زمین کو لگ جائے تو عیب ہے ورنہ بے عیب ہے ۔ (مفردات راغب اصفہانی نہایہ وغیرہ)

ذوالقرنین اسکندر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مشرق سے مغرب تک گیا یا اس کے سر پر دو گیسو، یا دو سینگ تھے، اس لئے اس نے پہلے پہل پگڑی باندھنا ایجاد کیا (کما فی بدائع الزہور فی وقائع الدہور) مطولات میں سات وجوہ اور بھی لکھی ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی لقب ہے، کیونکہ آپ نے سکندر کا قصہ لوگوں کو سنایا، اور فرمایا، کہ تم میں بھی اس کی مثل موجود ہے، کیونکہ آپ کے سر مبارک میں دو ضرب لگیں ایک جنگ احزاب میں دوسری ابن ملجم کے ہاتھوں سے یا دو قرن سے مراد امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں (زیادہ تفصیل مطولات میں ہے)

الحکیم سے مراد ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر المؤذن ہیں اور آپ کا لقب حکیم ترمذی ہے یہ ابو عیسٰے ترمذی نہیں ہیں، بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے، وہ ان دونوں میں تمیز نہیں کرتے، ابو عیسٰے کی تصنیف ترمذی شریف صحاح ستہ میں شامل ہے، یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے، آپ مشائخ خراساں کے رئیس

وسردار ہیں، اور اپنے باپ علی بن حسین اور قتیبہ بن سعید بلخی اور صالح بن عبداللہ ترمذی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے علمائے نیشاپور اور قاضی یحییٰ بن منصور راوی ہیں، جب نیشاپور میں آئے ۲۸۵ھ میں ترمذ کے لوگوں نے آپ کو وہاں سے نکال دیا، اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کتاب ختم الولایۃ اور کتاب علل الشریعۃ تصنیف کیں، اور یہ دونوں نسخے ظاہر بین لوگوں نے دیکھ کر نتیجہ نکالا کہ ان کا مذہب ہے کہ بعض اولیاء انبیاء و شہداء سے افضل ہیں، چنانچہ ان کا احتجاج بھی یہی شہادت دیتا ہے، اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے آپ کو ترمذ سے نکال دیا اور وہاں سے بلخ پہنچے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے آپ کو قبول کرلیا، اور آپ نے وہاں ان کے سامنے اس عقیدہ کے متعلق معذرت چاہی کہ ہرگز میرا یہ عقیدہ نہیں کہ اولیاء کو انبیاء پر فضیلت ہے، آپ فرمایا کرتے تھے، کہ میں نے کوئی حرف (تصنیف) تفکر و تدبر اور تامل سے نہیں لکھا، اور نہ میری یہ غرض ہے کہ ان کو کوئی شخص میری طرف نسبت کرے، بلکہ جس وقت میرا دل تنگ و پریشان ہوتا، تو اس کے بہلانے اور آرام کے واسطے میں تصنیف شروع کر دیتا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں آپ کو نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا، ایک روز آپ سے صفت خلق سے سوال ہوا، تو فرمایا کہ ضعف ظاہری اور دعوی عریضہ ہے، آپ کے لطایف سے ہے، کہ پانچ آدمیوں کے لئے پانچ جگہ بہتر ہیں، لڑکوں کے لئے مکتب، رہزنوں کیلئے قید خانہ، عورتوں کیلئے گھر، جوان کیلئے مکان طلب علم، بوڑھوں کیلئے مسجد، آپ اسی سال زندہ رہے، آپ کی مشہور تصانیف سے مذکورہ دو کتابوں کے علاوہ شرح الصلوٰۃ و کتاب المناہی اور غور الامور اور عرس الموحدین اور کتاب الفروق بے نظیر کتب ہیں، نیز نوادر بھی آپ کی بے مثل تصنیف ہے، **نوادر** سے مراد نوادر الوصول فی معرفۃ اخبار الرسول الملقب بسلوۃ العارفین و بستان الموحدین ہے، یہ کتاب نایاب و کمیاب ہے الحمدللہ کہ اسی تحریر کے سلسلہ میں اس کتاب کی بھی زیارت نصیب ہوئی جو ایک بزرگ[1] کے وسیلے سے مکہ معظمہ زادہا اللہ تشریفا و تکریما سے لاہور لائی گئی۔ (بستان المحدثین۔ طبقات کبیر عبدالوہاب شعرانی و مرقاۃ الوصول حواشی نوادر، کشف الظنون)

ترجمہ حدیث (۲) روایت ہے محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ سے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے ہر قرن میں میری امت سے سابق (نیک کاموں میں سبقت کرنے والے) لوگ ہیں وہی صدیق (بڑے راستباز) ہیں، انکے ذریعے سے پانی برسایا جاتا ہے، اور انکے طفیل روزی

---

[1] ان سے مراد مولانا مولوی دیدار علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہیں کہ جنہوں نے از راہ عنایت مجھے یہ کتاب عاریۃً عنایت فرمائی، اور بتایا، کہ یہ کتاب مجھے مکہ مکرمہ سے عطا ہوئی، آپ کا انتقال ۳ رجب ۱۳۵۴ھ بروز سہ شنبہ کو ہوا، آپ کا جنازہ متصل مزار شاہ محمد غوث تقریباً پچاس ساٹھ ہزار نفوس موافق و مخالف نے ادا کیا اور اندرون دہلی دروازہ لاہور قریب صحن مسجد محلہ چنگڑاں میں آرام فرما ہیں، تاریخ وفات دیدار علی یافتہ دیدار علی رائے ۱۳۵۴ھ

دی جاتی ہے اور اُنکی برکت سے زمین والوں سے بلا دفع کی جاتی ہے۔

ف۔ سبحان اللہ اولیائے کرام کی کیا شان ہے کہ ان کی برکت سے بلائیں دفع ہوتی ہیں رزق ورحمت نازل ہوتی ہے، بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے یہ غلامان غلام سرورِ کائنات مفخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت والتحیات کا درجہ ہے جو انکو اتباع سنت سے حاصل ہو رہا ہے اور تا قیام قیامت یہ سلسلہ سراجا منیرا سے منور اور روشن ہوتا رہیگا یہ قدرتِ الٰہی اور منتظم حقیقی کا انتظام ہے کوئی دشمن خدا و محبوبان خدا خوش ہو یا ناراض زندہ رہے یا مرے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ * وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ وہ پھونکوں سے نورِ خدا کو ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا تمام کرنے والا ہے۔ ؏

چراغے راکہ ایزد بر افروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

حدیث (۳) عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ قَوْمًا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ۔

مکحول بن عبد اللہ تابعی ہیں، انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے شام کے رہنے والے تھے قبیلہ قیس کی ایک عورت کے غلام تھے بعض نے کہا ہے، بنی لیث کے غلام تھے، آپ امام اوزاعی کے استاذ تھے، زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علما چار ہی ہیں، ابن المسیب مدینہ منورہ زادہا اللہ تشریفا وتکریما میں اور شعبی کوفہ میں اور حسن بصرہ میں، اور مکحول شام میں (رحمۃ اللہ علیہم) آپ کے زمانہ میں فن فتوی میں آپ سے زیادہ اور کوئی عالم نہ تھا، آپ ہمیشہ فتوی دیتے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ میری رائے ہے اور رائے درست اور غلط خطا بھی ہوتی ہے، ایک جماعت صحابہ سے آپ حدیث شریف روایت کرتے ہیں، اور بہت مخلوق نے آپ سے بھی روایت کی ہے، ۱۱۸ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، ابی الدردا، عویمر بن عامر الانصاری خزرجی ہیں اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں، درداء ان کی بیٹی کا نام ہے، اسلام لانے میں کچھ تاخیر فرمائی، گھر کے آدمیوں سے اخیر میں آپ ہی اسلام لائے، اور آپ کا اسلام اچھا ہوا، آپ بڑے حکیم عالم فقیہ تھے، اور ملک شام کے رہنے والے تھے، اور شہر دمشق میں ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، (اکمال) آپ کے نام اور نسب میں اختلاف کثیر ہے۔ لہٰذا اسی مختصر پر اکتفا کیا گیا) (عبد الحق)

الانبیاء مفرد اس کا نبی ہے جس کے معنے غیب کی خبریں دینے والا ہے (کنز الایمان) نیز پیغمبر

خدا کا فرستادہ۔ خواہ صاحب شریعت جدید ہو یا پچھلی شریعت کا معاون ہو، یہ لفظ عام ہے اور رسول خاص وُہ وہی ہے، جو صاحب کتاب ہو (فیروزی)

اوتاد جمع وتد کی میخیں۔ اور ایک قسم اولیاء اللہ کو بھی کہتے ہیں، جو تمام جہان میں کل چار ہوتے ہیں، وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا قرآن کریم میں پہاڑوں کو اوتاد مثل میخوں کے فرمایا گیا ہے (فیروزی و مفردات راغب)

ترجمہ حدیث (۳) مکحول رحمۃ اللہ علیہ ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اوتاد الارض تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا جن کو ابدال کہتے ہیں۔

لَمْ یَفْضُلُوا النَّاسَ بِکَثْرَۃِ صَوْمٍ وَّلَا صَلٰوۃٍ وَّلَا تَسْبِیْحٍ وَّلٰکِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَبِصِدْقِ فِی الْوَرَعِ وَحُسْنِ النِّیَّۃِ وَسَلَامَۃِ قُلُوْبِہِمْ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّصِیْحَۃَ لِلّٰہِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ بِصَبْرٍ وَحِلْمٍ وَلُبٍّ وَتَوَاضُعٍ فِیْ غَیْرِ مَذِلَّۃٍ فَہُمْ خُلَفَاءُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَقَوْمٌ اِصْطَفَاھُمُ اللّٰہُ لِنَفْسِہٖ وَاسْتَخْلَصَھُمْ بِعِلْمِہٖ لِنَفْسِہٖ۔

صَوْم کے لغوی معنے کام سے رک جانے کے ہیں خواہ وُہ کام از قبیل ماکول مشروب ہو خواہ رفتار گفتار سے، روزہ، سرگین شترمرغ، رمضان، روزہ دار، کلیسا ترسایاں، در اصطلاح شرع میں عاقل بالغ کا نیت کے ساتھ فجر سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کا نام ہے، کلام الٰہی میں اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا سے مراد کلام کا ترک کرنا ہے، جیسا کہ مابعد میں ہے یعنی۔ فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا۔ پ ۱۶ ع ۲ (مفردات راغب منتہی الارب)

صَلٰوۃ کے لغوی معنے تحریک الصلوین ہیں جو بسبب رکوع و سجود کے حرکت کرتے ہیں یا ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنے کے ہیں، نماز و دعا (بندہ کی طرف سے)، رحمت (خدا کی طرف سے) درود شریف (پیغمبر اور فرشتوں پر) (حموی، فالحق، کشاف اصطلاح شرع میں ارکان مخصوصہ قیام رکوع سجود وغیرہ کا نام ہے۔

تسبیح پاکی سے یاد کرنا، خدا کو سبحان اللہ کہنا، بذکرہ (آلہ ذکر) اور حبل الوصل کو بھی کہتے ہیں یعنی تاگہ وصل اس لئے کہ کوئی خدا کے بندے آلہ ذکر سے جس کے پاس ہونے سے خود بخود خدا کو یاد کرنے کو دل چاہتا ہے) واصل باللہ ہو گئے، لطیفہ مجھے اپنے استاذ مولانا مولوی کریم بخش صاحب حنفی قادری (نوراللہ مضجعہ و اسکنہ اللہ فی بحبوحۃ جنانہ اللہ تعالیٰ ان کی خوابگاہ کو روشن کرے اور

وسط جنّت میں جگہ عطا فرمائے۔ سے یاد ہے کہ آپ نے ایک بار حین حیات میں غالباً شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اخبار الاخیار کے حوالہ سے ایک ولی اللہ[1] کا حال بتایا تھا، کہ ان کے پاس ایک تسبیح تھی، جس کی یہ خاصیت تھی کہ اس کا ایک دانہ ہلانے سے بادشاہ وقت تیار کمربستہ ہو جاتا، اور دوسرا دانہ ہلانے سے عازم سفر سوار ہو جاتا، تیسرا دانہ پڑھنے سے فوراً حاضر خدمت ہو جاتا، ایک دفعہ طلبا سے ایک نے کہا کہ اس تسبیح میں یہ خاصیت ہے اور اس کے دانوں کو ایک دو تین کرکے حرکت دیدی چنانچہ بادشاہ حاضر ہوگیا، پانی میں تیرنا اور ہوا میں تیرنا، تحمید تمجید۔ نماز نفل پڑھنا، (نہایہ جزری، مفردات راغب اصفہانی، منتہی الارب، فیروزی)

لُبّ عقل، اخلاص، خلاصہ، خالص، چیدہ، برگزیدہ از ہر چیزے و میانہ، مغز بادام و چار مغز، قرآن کریم میں اُولُوا الْاَلْبَاب خاص چیدہ برگزیدہ عقل والوں کو فرمایا گیا ہے **مَذَلَّۃ** خوار ہونا، رسوا ہونا، خواری، رسوائی۔

ترجمہ: انہوں نے نماز روزے تسبیح کی کثرت سے لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں کی بلکہ حسن خلق اور سچی پرہیزگاری اور نیک نیتی سے اور تمام اہل اسلام کے لئے ان کے دل کا سلامت ہونا اور نصیحت اللہ تعالیٰ کیلئے خدا کو خوش کرنے کے لئے صبر حلم اور عقل اور تواضع سے بغیر ذلت کے وہ انبیا علیہم السلام کے خلیفے ہیں اور ایک ایسا گروہ ہے، جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں اپنے لئے خاص طور پر چن لیا اور پسند فرمایا۔

وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ صِدِّيْقًا مِنْهُمْ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا عَلٰى مِثْلِ يَقِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُدْفَعُ الْمَكَارِهُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالْبَلَايَا عَنِ النَّاسِ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ لَا يَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ اَنْشَاَ مَنْ يَّخْلُفُهٗ لَا يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يُؤْذُوْنَ مَنْ تَحْتَهُمْ وَلَا يَتَطَاوَلُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْقِرُوْنَهُمْ وَلَا يَحْسُدُوْنَ مَنْ فَوْقَهُمْ وَلَا يَحْرِصُوْنَ عَلَى الدُّنْيَا لَيْسُوْا بِمُتَمَاوِتِيْنَ وَلَا مُتَكَبِّرِيْنَ وَلَا مُتَخَشِّعِيْنَ اَطْيَبُ النَّاسِ خَبَرًا وَّاَوْرَعُهُمْ اَنْفُسًا۔

اَنْشَاَ۔ پیدا کرنا، شروع کرنا، کوئی بات دل سے پیدا کرنا، ایک علم کا نام بھی ہے۔

تطاول۔ گردن دراز کرنا، گردن کشی، تکبر کرنا، فخر کرنا، بلند مکان بنانا۔

[1] آپ کا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ احمد شرمی بتایا ہے متوفی ۹۲۸ھ عمر ۹۰ سال آپ علم و عمل کو میں آیات عقلی الٰہی تھے ہر جمعہ کو اس علم کے تصرف سے بادشاہ کو اپنے پاس بلاتے اور اہل اسلام کی حاجات روائی فرماتے آپ کے پاس ایک تسبیح تھی مگر ایک دانہ پڑھنے سے بادشاہ کو جنبش ہوتی اور آپ فرماتے کہ اب بادشاہ فلاں جگہ پہنچا حتیٰ کہ وہ حاضر ہو جاتا ایک بار آپ وضو کیلئے تشریف لے گئے تھے کہ ایک شاگرد نے تسبیح کو صندوق سے نکال کر دانے پھرائے جیسا کہ اس نے مشاہدہ کیا ہوا تھا بادشاہ کے خلاف معمول آنے سے آپ کو معلوم ہوا کہ تسبیح کے دانے پھیرے گئے ہیں (انتہی ص ۲۱۵ ہند سلسلہ ربہ ۱۲ (۱۰) زدا کھ ۱۳۴۳ھ کو ۱۵ صفحات شیخ سے رسالہ طلا ورے صفر ۱۳۵۰ھ

متماوتین ۔موت سے ڈرنے والے، آپس میں صبر کرنے والے، عبادت میں زیادتی کرنے والے۔
متخشعین ۔آواز پست کرنے والے، آنکھیں بند کرنے والے، ڈرنے والے، عاجزی فروتنی کرنے والے یاد رہے کہ خشوع کا تعلق کان اور آنکھ سے ہے، اور خضوع کا دوسرے اعضاء سے۔
ورع ۔پرہیزگاری ۔ اَورع بڑا پرہیزگار۔

ترجمہ:۔ اور وہ چالیس صدیق ہیں ان میں تیس آدمی مثل یقین ابراہیم خلیل الرحمٰن کے ہیں ان کے ذریعے زمین والوں سے تکالیف اور بلائیں دُور ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے مینہ آتے ہیں اور ان کی برکت سے روزی دی جاتی ہے، ان سے کبھی کسی کا انتقال نہیں ہوتا، مگر اسکی جگہ خدا تعالیٰ ایک اور جانشین پیدا فرما دیتا ہے، وہ کسی کو لعن طعن نہیں کرتے اور اپنے ماتحت کو ایذا نہیں دیتے، اور ان پر دست درازی نہیں کرتے، اور ان کو حقیر نہیں جانتے اور اپنے سے اوپر والوں کا حسد نہیں کرتے، اور نہ وُہ دنیا کے حریص ہیں، وُہ موت سے ڈرنے والے نہیں اور نہ تکبر کرنے والے ہیں، اور نہ ہی آنکھ کان بند کرنے والے ہیں، وُہ لوگوں سے زیادہ شیریں کلام ہیں، اور نفوس سے زیادہ پرہیزگار۔

طَبِيْعَتُهُمُ السَّخَاءُ وَصِفَتُهُمُ السَّلَامَةُ مِنْ دَعْوَى النَّاسِ فَبِلُهُمْ لَا تَتَفَرَّقُ صِفَتُهُمْ لَيْسَ الْيَوْمَ فِي حَالِ خَشْيَةٍ وَغَدًا فِي حَالِ غَفْلَةٍ وَلٰكِنْ مُدَاوِمِيْنَ عَلٰى حَالِهِمْ وَهُمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ لَا تُدْرِكُهُمْ رِيْحُ الْعَاصِفِ وَلَا الْخَيْلُ الْمُجْرَاةُ قُلُوْبُهُمْ تَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ ارْتِيَاحًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاشْتِيَاقًا اِلَيْهِ قُدُمًا فِي اِسْتِبَاقِ الْخَيْرَاتِ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْتُ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَا شَيْءٌ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةِ الَّتِيْ وَصَفْتَهَا فَكَيْفَ لِيْ بِاَنْ اُدْرِكَهَا قَالَ لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اَنْ تَكُوْنَ فِيْ اَوْسَطِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ تُبْغِضَ الدُّنْيَا فَاِذَا اَبْغَضْتَ الدُّنْيَا اَقْبَلَ عَلَيْكَ حُبُّ الْاٰخِرَةِ فَبِقَدْرِ مَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا تُحِبُّ الْاٰخِرَةَ وَبِقَدْرِ مَا تُحِبُّ الْاٰخِرَةَ تُبْصِرُ مَا يَنْفَعُكَ وَمَا يَضُرُّكَ فَاِذَا عَلِمَ اللّٰهُ صِدْقَ الطَّلَبِ مِنْ عَبْدِهٖ اَفْرَغَ عَلَيْهِ السَّدَادَ وَاكْتَنَفَهٗ بِعِصْمَتِهٖ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ فَمَا تَلَذَّذَ الْمُتَلَذِّذُوْنَ بِشَيْءٍ اَفْضَلَ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَطَلَبِ مَرْضَاتِهٖ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ فِي النَّوَادِرِ صفحہ ۶۸ مطبوعہ استمبول قسطنطنیہ ۱۲۹۳ھ ہجرت المقدس النبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام مع الاحترام والاکرام

عَاصِف۔ بادِ تند، اِرْتِيَاحًا۔ خوش ہونا، سَدَاد۔ گفتار و کردار کی مضبوطی و راستی
اِكْتِنَاف۔ احاطہ کردن۔ تَلَذُّذ مزہ پانا۔ لذّت اٹھانا۔

ترجمہ:۔ ان کی طبیعت سخاوت ہے، اور صفت انکی سلامت ہے، لوگوں کے دعووں سے اُنکی طرف ان کی صفت دوامی ہے، یہ نہیں کہ وہ آج خشیت میں تو کل غفلت میں ہمیشہ ان کی حالت ایک ہی ہے، خدا کے ساتھ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کو تند ہوا اور تیز رفتار گھوڑا نہیں پکڑ سکتا، ان کے دل آسمان میں خدا کے پاس خوش ہونے کے لئے صعود کرتے ہیں، اور ان کا اشتیاق نیک کاموں میں آگے بڑھا ہوا ہے، یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں ہاں اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا اور غالب ہے، میں نے کہا اے ابالدرداء رضی اللہ عنہ اس صفت سے جو تو نے مجھے بتائی ہے کوئی اور چیز مجھ پر ثقیل نہیں چہ جائیکہ میں اس کو حاصل کر سکوں، کہا کہ متوسط درجہ یہ ہے، کہ تو دنیا کو دشمن رکھ اگر تو دنیا سے بغض رکھیگا، تو آخرت کی محبت تیرے پاس آئیگی اور جس قدر تو دنیا سے الگ ہوگا اتنا ہی آخرت کو دوست رکھے گا، اور جس قدر تو آخرت سے محبت رکھے گا، تم کو اپنا نفع اور نقصان معلوم ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی طلب کی صداقت معلوم ہوتی ہے، تو اس پر راستی اور مضبوطی انڈیل دیتا ہے، اور اس کو اپنی حفاظت اور احاطہ میں کرلیتا ہے، اور اس کی تصدیق کتاب عزیز قرآن مجید میں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں پس جب ہم نے اس میں غور کیا تو معلوم ہوا، کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضامندی چاہنے سے کوئی چیز زیادہ لذت والی نہیں اور افضل نہیں جس سے کوئی لذت حاصل کرنے والا مزہ لیوے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر الوصول فی معرفۃ اخبار الرسول الملقب بسلوۃ العارفین وبستان الموحدین مطبوعہ قسطنطنیہ صنہ)

حدیث ۴ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْدَالَ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا بِهِمْ يُسْقَى الْغَيْثُ وَيُنْصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ بِهِمُ الْبَلَاءُ + فَهٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ كَاَمَانُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَاِذَا مَاتُوْا فَسَدَتِ الْاَرْضُ وَخَرِبَتِ الدُّنْيَا وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (پ۲ آخری رکوع) رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ صـ۲۶۳)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین کی کنیت ابو الحسن و ابو تراب قرشی ہے آپ کے متعلق صاحب کنز الانساب (قلمی) نے کہا ہے، ع

پسرے کہ بخانہ خدا شد ۔ با بنت رسول کد خدا شد

تولد ۱۳ رجب المرجب یوم جمعہ ہوا تھا، اور واقعہ اصحاب فیل سے تیس برس گذرے تھے، آپ کی پیدائش کے متعلق شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۹، پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا معمول تھا، کہ پندرہ رجب المرجب کو کعبہ مکرمہ کا دروازہ کھول کر اس کے اندر آکر زیارت کرتے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تاریخ ولادت بھی اسی روز واقعہ ہوئی ہے لہٰذا اس کو یوم الاستفتاح اور روزہ مریم بھی کہتے ہیں اور مشائخ کرام نے اس روز اوراد و اذکار مقرر کئے ہوئے ہیں معمول یہ تھا کہ قبل ازیں ایک دو روز عورتیں زیارت کو آتیں اتفاقاً عورتوں کی زیارت کے روز آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد نے باوجودیکہ مدت حمل تمام ہو چکی تھی زیارت کا ارادہ کیا، کیونکہ سال میں یہ دن ایک ہی بار نصیب ہوتا، آپ سخت دشواری اور کمال رنج و مشقت سے درکعبہ تک پہنچے ان دنوں میں کعبہ مکرمہ کا دروازہ بقدر قد آدم بلند تھا، جیسا کہ اب بھی ہے لیکن ان دنوں میں کوئی زینہ نہ تھا، اور عورتوں کو بمشکل تمام مرد اس جگہ تک لاتے، چنانچہ اس حالت میں آپ کو درد زہ پیدا ہو گیا، اس خیال سے کہ شاید ابھی آرام آجائیگا، زیارت سے کیوں محروم رہیں درکعبہ میں آتے ہی درد شدت سے شروع ہو گیا، اور امیر المومنین کا تولد واقعہ ہوا، یہ ایک اتفاقی امر ہے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ثابت نہیں ہو سکتی (جیسا کہ روافض کا زعم فاسد ہے) اگر یہ مان بھی لیا جاوے، تو اس شناعت و قباحت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی آپ افضل ثابت ہوتے ہیں، حالانکہ سُنی و شیعہ سے کوئی اس کا قائل نہیں، تواریخ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ برادر زادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بھی کعبہ شریف میں ہوئی، تو چاہئے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام بلکہ جمیع انبیاء سے افضل ہوں حالانکہ یہ درست نہیں اور اس کی شناعت پوشیدہ نہیں۔ بقول سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے۔ (تاریخ الخلفاء) اس وقت آپ کی عمر آٹھ یا پندرہ یا سولہ سال تھی (الکمال فی اسماء الرجال) آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے خلیفے تھے، آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار۔ مگر آپ کی قوت

[1] فرع النامی مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۱۵۵ ۱۲ منہ [2] اسکے متعلق آئندہ صفحات میں دیکھو ۱۲ منہ

وطاقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت اور طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے، کہ شب ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی کروہ دوش مبارک پر اٹھا کر لے چلے، مگر بروز فتح مکہ مکرمہ جب حضرت اسد اللہ الغالب نے آپ کو اٹھانا چاہا، تو حضور نے فرمایا تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے داماد اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمزلف ہیں آپ کا نام نامی و اسم گرامی ہر انسان کے چہرہ پر دو بار معکوس لکھا ہوا ہے، یعنی دو آنکھ دو عین ہیں اور ناک لام ہے اور دو ابرو دو یا ہیں، لِلْعَاقِلِ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ (سیف المقلدین) آپ سوائے جنگ تبوک کے سب مشاہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ کا رنگ مبارک گندم گوں تھا، اور آنکھیں بڑی بڑی طول میں اقرب الی القصر آپ کے بال بہت تھے ریش مبارک عریض تھی، اور قد چھوٹا تھا، چنانچہ شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ زعفران زار میں مطائبات سے لکھتے ہیں، کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک بار فرمایا یَا عَلِیُّ اَنْتَ فِیْنَا كَالنُّوْنِ بَیْنَ لَنَا آپ ہم میں ایسے ہیں، جیسے "لنا" میں نون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کہ لَوْلَا اَنَا فِیْكُمَا لَكُنْتُمَا لَا اگر میں نہ ہوں تو آپ لا ہی رہ جاتے ہیں، آپ بڑے حاضر جواب تھے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع چند صحابہ مل کر کھجوریں کھا رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش طبعی کے طور پر گٹھلیاں آپ کے آگے رکھتے جاتے تھے، اور صحابہ بھی آپ کے تتبع سے ایسا ہی کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتمہ پر فرمایا، کہ تم میں سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں، صحابہ نے جواب دیا مَنْ كَثُرَ نَوَاتُهٗ فَهُوَ اَكُوْلٌ یعنی جس کے آگے گٹھلیاں زیادہ ہیں، وہی سب سے زیادہ خورندہ ہے آپ نے فرمایا لَا بَلْ مَنْ اَكَلَ مَعَ النَّوَاةِ فَهُوَ اَكُوْلٌ یعنی نہیں بلکہ جو کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت کھا گیا، وہ زیادہ خورندہ ہے (تحفۃ الابرار جلد اوّل صفحہ ۱۸، مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۳ھ)

آپ ۳۵ھ ۱۸ ذوالحج میں خلیفہ ہوئے اور ابن ملجم نے کوفہ میں آپ کو زخمی کیا، ۱۸ رمضان شریف ۴۰ھ جمعہ کی صبح کے بعد تین رات کے بعد انتقال فرمایا، امام حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا، آپ کی عمر ۶۳ سال مع اختلاف ہے، آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ کچھ دن تھی، آپ سے ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں بیس متفق علیہ ہیں امام بخاری نے ۹ اور مسلم نے پندرہ الگ الگ بیان کی ہیں (خلاصۃ الاکمال)

از روئے تحقیق بعض اہل سیر واضح ہے کہ آپ کی نو بیبیاں تھیں اور ان سے پندرہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں ہوئیں اوّل انکے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں آپ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ آپ سے حضرت حسن حسین محسن اولاد ذکور اور زینب رقیہ ام کلثوم اولاد اناث پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم ؎

محمد گل است و علی برگِ گل　　ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل

چوں عطرش برآمد حسین وحسن　　ازو شد معطر زمین و زمن

ام کلثوم کا نکاح عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطیب خاطر کردیا جسکی تفصیل کتب اہل سنت وشیعہ میں موجود ہے آپ نے ازراہ محبت اپنی اولاد کے نام ابوبکر، عمر وعثمان رکھے جس سے ثابت ہے کہ آپ کو اصحاب ثلثہ سے دلی محبت تھی رضی اللہ عنہم

براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں بحوالہ فصل الخطاب مندرج ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقی ہوئے آپ نے تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ پل صراط سے وہی گذریگا جس کیلئے حضرت علی لکھ دینگے، حضرت علی نے مسکرا کر فرمایا کہ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ مجھ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پل صراط پر گذرنے کیلئے اسی شخص کو نوشتہ دو جو حضرت ابوبکر صدیق کو دوست رکھے۔ صـ۲۱۶

نیز تفریح الاذکیاء میں بحوالہ فصل الخطاب ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت عمر کو ایک نوشتہ لکھدیا، جبکہ آپ نے فتح مدائن میں ایک ایک ہزار درم امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پانصد درم اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذا ما ضمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عن جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام عن اللہ تبارك وتعالیٰ ان عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة فی الجنة یعنی حضرت علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ضامن ہوا، اور لکھے دیتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے حق میں فرمایا تھا، کہ جبریل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے خبر دی، کہ عمر بن خطاب چراغ اہل جنت ہیں۔ صـ۵۰ جلد دوم۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ ما جاء لاحد من اصحاب رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الفضائل ما جاء لعلی ابن ابی طالب مگر علامہ مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں، کہ در باب فضل علی ابن ابی طالب احادیث بیشمار وضع کردہ اند، شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں، کہ آپ کے فضایل میں بے شمار

حدیثیں مروی ہیں جن میں اکثر ایسی ہیں جو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں وارد ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ سب خلفاء کے حق میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے آپ کی شان میں تقصیر کی تو علمائے امت نے آپ کے فضایل کے اظہار میں بہت کوشش کر کے ہر طرح کے احادیث واردہ کو بیان کرنا شروع کیا، ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ ۔ یہ حدیث باطل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں اجلح شیعی واقع ہوا ہے، جو اپنی روایات میں متہم ہے، جمہور نے اس کی تضعیف کی ہے، تحفہ اثنا عشریہ بحث امامت ص۲۱۲ مطبوعہ نولکشور ۱۳۲۵ھ و ۱۹۰۷ء ۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوانمردی اور مواسات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھی تو فرمایا، اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ جبرائیل علیہ السلام نے سنکر فرمایا، اَنَا مِنْکُمَا کہتے ہیں غیب سے ایک آواز آئی، لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار ۔ صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس طریق سے بعض اکابر محدثین اور اہل سیر اپنی کتابوں میں لائے ہیں، لیکن ذہبی نے میزان الاعتدال میں راوی کی تضعیف اور تکذیب کی ہے، واللہ اعلم ۔ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کو بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ۔ هٰذَا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ ۔ (منہاج السنۃ ص۱۲۸ جلد ۲ مصنفہ ابن تیمیہ مطبوعہ مصر)

(۲) اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ۔ یہ حدیث بھی مطعون ہے، یحییٰ بن معین کہتے ہیں لَا اَصْلَ لَہٗ اور امام بخاری کہتے ہیں اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ اور ترمذی کہتے ہیں اِنَّہٗ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ ۔ اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے، اور شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کہتے ہیں ہذا الحدیث لم یثبتوہ اور محی الدین نووی اور حافظ شمس الدین ذہبی اور شیخ شمس الدین جزری کہتے ہیں کہ یہ موضوع ہے ۔ تحفہ اثنا عشریہ ص۲۱۲)

دیلمی نے فردوس میں اس حدیث کو یوں بیان کیا ہے، اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں علم کا شہر ہوں، اور ابوبکر اس کی بنیادیں ہیں، اور عمر اس کی دیواریں اور عثمان اس کا چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بعض علمائے اس حدیث کے لفظ علی کو عُلُوّ سے بتایا یعنی میں علم کا شہر ہوں، اور اس کا دروازہ اونچا ہے، مگر یہ جواب شافی ہے (براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ ص۹۱ مطبوعہ لاہور)

(۳) اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ۔ حاکم نے اس حدیث کو اپنی صحیح مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ سے روایت کر کے اس کی صحت کا حکم دیا حالانکہ بخاری و مسلم نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور ذہبی نے تو اس کے وضعی ہونے کا حکم کیا، بالفرض اگر اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تو سیادت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت رہگذر کے ہے، جیسا کہ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) دور سے ظاہر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ فرمایا، اس سے اصحاب ثلثہ پر سیادت علی کی لازم نہیں آتی۔ (براہین قاطعہ صـ۳۰۷ و مدارج النبوۃ جلد اول صـ۸۵)

(۴) ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں آرام فرما تھے کہ آپ پر نزول وحی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کیونکہ آپ کی خدمت سے فارغ نہ ہوئے تھے، کہ سورج غروب ہو گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَلِیًّا فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ یعنی اے اللہ اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں ہے تو سورج کو پھیر دے اسی وقت سورج ڈوبنے کے بعد طلوع ہوا (یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے) اس حدیث کے متعلق قاضی عیاض نے شفا میں اور طحاوی نے فرمایا کہ صحیح ہے، اور شیخ الاسلام ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ حدیث حسن ہے اور دیگر علماء نے انکی متابعت کی ہے، اور مثل ابن جوزی وغیرہ محدثین نے جنہوں نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھ دیا ان کا رد کیا ہے۔ (براہین قاطعہ صـ۲۱۸)

ایک روز آپ نے کوئی بات کی، ایک شخص نے آپکی تکذیب کی آپ نے فرمایا، اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو میں تیرے لئے بد دعا کرتا ہوں، اس نے کہا اچھا، آپ نے اسی وقت بد دعا کی، تو وہ اپنی مجلس سے حرکت کرنے کے پیشتر ہی اندھا ہو گیا۔ (براہین قاطعہ صـ۲۱۹) افسوس کہ روافض نے باوجود دعویٰ محبت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکی ایک گھناونی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر کے آپکی سخت توہین کی بلکہ انہوں نے تو خارجیوں کو بھی مات کر دیا، کہ آپ سے اصحاب ثلثہ نے خلافت چھین لی حالانکہ آپ اول حقدار خلافت تھے، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح با عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں اَوَّلُ فَرْجٍ غَصِبَتْ مِنَّا۔ پہلا فرج ہے جو ہم سے چھین لیا گیا شرم! حضرت علی اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے وقت تقیہ کرتے رہے حالانکہ بموجب اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ کی جڑ کاٹ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی حقیقت میں یہ عبداللہ بن سبا منافق یہودی کی گل افشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ انکو چشم بصیرت عطا فرمادے آمین ثم آمین۔ زیادہ تفصیل طوالت کی تحفہ

اثناعشریہ و صواعق محرقہ سے معلوم کریں جن میں خلفاء اربعہ وغیرہ کا مفصل حال معہ فضایل و معترضین کے مسکت جوابات مندرج ہیں، اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ۔

غزل

این چار یار چار ستون اند بہر دین | ہر یک چراغ و مسجد و محراب منبر ست
ہر کس کہ ازیں چہار یکے را خلاف کرد | او را یقیں بداں ز جہودان خیبر ست
بوبکر ہمچو کعبہ عمر در طواف اوست | عثمان زمزم ست علی حج اکبر ست
بوبکر زنجبیل عمر جوے سلسبیل | عثمان شراب پاک علی شہد و شکر ست
بوبکر چون بہشت عمر تخم عدل کشت | عثمان قدح بدست علی حوض کوثر ست
بوبکر یار غار عمر میر درہ دار | عثمان شہسوار علی فتح لشکر ست
بوبکر جان ما عمر نور چشم ماست | عثمان زبان ما و علی تاج بر سر ست
بوبکر باصفا و عمر مرد بے ریا | عثمان حیا شعار و علی گنج گوہر ست

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حروف تہجی کے شروع میں الف ہے اور آخر میں ی اسی طرح خلافت ہر چہار یار کبار رہے، چنانچہ کسی شاعر نے ہندی میں کہا ہے ؎

ابوبکر کو علی ایک جانب | خلافت کو گھیرے ہیں باصفائی | الف اور یا کی طرح انکو جانو | آخر حصہ ہے جنہیں ساری خدائی
یہ شبیہ ہے واقعی تو جگہ بھی | الف اور ی نے یہ ترتیب پائی | وہ اوّل خلیفہ ہے اوّل میں آیا | یہ آخر خلیفہ ہے آخر میں آئی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین | ابوبکر | علی

اسمائے چہار یار کبار بطریق معمہ ۔

اگر یابم زمانے اوفتانے کنم خندہ پدید شتر جوانے | یم چو جاری خندہ ابواب کریم رو جدا شو از سراب لئیم
چشم را ضم کن دہن را باز کن (ابوبکر) | تا شود ساکن دل ویران من
بنام یار من پنج حرف است (عمر) | یکے را دور کن تا ہشت ماند
چشم بکشا زلف بشکن جان من | بہر تسکین دل بریان من (عثمان)
صبح بخواب بودم ناگاہ دلبر آمد (علی) | گفتا مرا نگہ کن خورشید بر سر آمد

تواریخ وفات ہر چہار یار کبار رضی اللہ عنہم و ارضاہ عنا

سن وفات ابوبکر از لحد برگیر | بکن شہادت فاروق با احد تحریر
۳۰۸ ۳ ۱ | ۳۰ ۸ ۱ ۰ ۱ ۱ ۰ ۱ ۰

برائے وفات خلیفہ ثالث　　ندا بگوش من آمد لیلہ ۳۵ بکن نسطیر ۵+۳

صدائے غیب بگوشم رسید کاے ناظم　　سن شہادت حیدر زمیم احمد ۴۰ گیر

اھل بیت اس لفظ کے معانی اور تفسیر میں چند اقوال اور اطلاقات ہیں کبھی اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے، اور وہ اولاد علی و جعفر و عقیل و عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور کبھی بمعنی عام شامل اولاد ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی یہ لفظ مخصوص بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی رضی اللہ عنہم کے کیا جاتا ہے بسبب زیادت فضل انکے اور موافقت اور تطبیق ان اقوال میں سطور پر ہے کہ بیت بمعنی مکان تین قسم کے ہوتے ہیں بیت نسب و بیت ولادت و بیت سکنی پس اولاد عبد المطلب اہل بیت نبی اور ازواج مطہرات اہل بیت سکونت اور اولاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت ولادت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ آپ کی اولاد میں نہیں مگر ملحق باولاد بوسیلہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (مدارج النبوۃ۔ تفریح الاذکیاء جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ - رسالہ تحفۃ الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب صفحہ ۶۶)

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے ان کے ذریعے سے مینہ دیا جاتا ہے اور ان سے اعداء پر مدد دی جاتی ہے اور ان کی برکت سے زمین والوں کی بلا رد ہوتی ہے یہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور امان اس امت کی اگر وہ مر جائیں تو زمین خراب اور دنیا تباہ ہو جائے اور یہی ہے قول اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو زمین برباد ہو جاوے روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول کے اصل ۲۲۲ صفحہ ۲۶۳ میں۔

حدیث ۵ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ هَارُوْنَ قَالَ الْاَبْدَالُ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَمَنْ هُمْ (کَذَا فِی الْمَوَاهِب)

یزید بن ھارون سلمی واسطی ہیں آپ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے ابن المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ہارون سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا، آپ حدیث کے بڑے عالم حافظ ثقہ زاہد تھے آپ نے ایک جماعت سے روایت حدیث کی ہے اور آپ سے امام احمد حنبل اور علی مدینی وغیرہما راوی ہیں آپ بغداد شریف میں تشریف لائے اور وہاں سے حدیث پڑھی پھر واسطہ کو مراجعت فرمائی اور اسی جگہ ۲۱۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

احمد بن حنبل مروزی بغداد شریف میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۴۱ھ ہجرت ۷۷ سال

کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ فقہ اور حدیث اور زہد اور ورع اور عبادت میں امام تھے آپ کے فضائل کثیر اور مناقب اور آثار مشہور ہیں، بقول ابو زرعہ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ آپ کو خدا نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا ہوا تھا، آپ قرآن پاک کو مخلوق کہنے میں مبتلا ہوئے چنانچہ آپ کو کوڑے مارے گئے، پہلے کوڑے مارنے سے آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ دوسرے پر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تیسرے پر فرمایا اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ۔ جب چوتھا کوڑا مارا گیا، تو فرمایا لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا چنانچہ ۲۹ کوڑے مارے گئے اس اثنا میں آپ کا ازار بند کھل گیا، غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے آپ کا ازار بند باندھ دیا۔ (اکمال وغیرہ)

ف ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے غیر مخلوق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں قرآن مجید کا ۵۴ جگہ ذکر کیا ہے، مگر کسی جگہ لفظ خلق سے نہیں اور انسان کا ذکر اس سے ۱/۳ یعنی اٹھارہ جگہ ہے، اور ہر جگہ لفظ خلق سے مخصوص ہے اور ان دونوں کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا چنانچہ سورہ الرحمٰن میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ○ رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا کیا انسان کو اور اس کو بیان سکھایا (حیوۃ الحیوان للدمیری ..... شافعی مطبوعہ مصر جلد اوّل ص ۵۸)

مواھب - مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ تالیف خاتمۃ المحققین وخلاصۃ المدققین فرید دھر و وحید عصر مفید الطالبین شہاب الملۃ والدین احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی۔

ترجمہ - یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ابدال اہل علم ہیں، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر اصحاب حدیث نہیں ہیں تو اور وہ کون ہیں، اسی طرح مواہب میں ہے ؞

دوسرا باب اس بیان میں کہ ابدال کے دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں

صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ مَا تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ وَسَبَّحَ فِی السَّمَاءِ الْقَمَرَانِ وَسَبَّحَتْ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ الْحِیْتَانُ۔ یعنی درود الٰہی ہمارے نبی پر اور ابراہیم علیہ السلام پر بقدر آگے پیچھے آنے شب و روز اور بقدر سیر سورج چاند کے آسمان میں اور بقدر تسبیح مچھلیوں کے پانی میں۔

حدیث (۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْفَعُ اللّٰہُ بِہِمْ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَہُمُ الْاَبْدَالُ اِنَّہُمْ لَمْ یُدْرِکُوْہَا بِصَلٰوۃٍ

53286

وَلَا بِصَوْمٍ وَّلَا بِصَدَقَةٍ قَالَ فَبِمَ اَدْرَكُوْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ لِلْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ

ابن مسعود وہ عبد اللہ بن مسعود بن غافل ہیں، آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہذلی ہے ابتداء اسلام میں آپ کا اسلام لانا قدیمی ہے، رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے ذرا بیشتر اسلام لائے بقول بعض وہ اسلام لانے میں چھٹے صاحب ہیں، آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے تھے، اور محرم راز اور سفر میں آپ کے ہمراہ مسواک اور نعلین مبارک اور وضو کا پانی آپ کے ہی سپرد ہوتا۔ آپ نے حبشہ کو ہجرت کی تھی، اور جنگ بدر اور مابعد میں موجود تھے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا میں اپنی اُمت کے لئے خوش ہوں جس چیز سے ابن مسعود رضی اللہ عنہما خوش ہیں اور میں اس چیز سے ناخوش ہوں جس سے ابن مسعود ناخوش ہیں، آپ خاموشی اور ہدیہ وغیرہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے، اور آپ کا جسم دُبلا پتلا تھا، اور سخت گندم گون تھے، اور قد مبارک کوتاہ تھا چنانچہ لمبا آدمی بیٹھتا تو آپ کا قد ان کے برابر ہوتا ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، اور آپ کی عمر کچھ اوپر ساٹھ سال تھی، آپ سے آٹھ سو اڑتالیس ۸۴۸ حدیثیں مروی ہیں، چونسٹھ متفق علیہ ہیں اور امام بخاری نے اکیس اور امام مسلم نے پینتیس ۳۵ الگ الگ بیان فرمائی ہیں، آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھی ہیں، اور آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا (اکمال فی اسماء الرجال مع حواشی مولانا احمد حسن صاحب مرحوم)

ابو نعیم آپ کا نام ونسب احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسٰے بن وائل بن مہران صوفی ہے آپ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے، چھ سال کی عمر میں آپ کو مشائخ عمدہ نے اجازت حدیث بطور تبرک عطا فرمائی اس خصوصیت میں آپ یکتا ہیں، جب جوان ہوئے تو اجلہ مشائخ کثیر سے حدیث حاصل کی اور وہ تخم جو طفلی کی حالت میں انکی زمین استعداد میں ڈالا گیا تھا، بار آور ہوا، جب مرتبہ شیخوخت اور افادہ کو پہنچے، تو حفاظ فن حدیث آپ سے استفادہ کیلئے جوق در جوق آنے لگے اور آپ سے فیضان حاصل کرنے لگے، چنانچہ بڑے بڑے محدثین کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے، خطیب بغدادی آپ کے اخص تلامذہ سے ہیں، صبح سے ظہر تک آپ کا درس حدیث جاری رہتا، جب مجلس سے فارغ ہو کر گھر کو جاتے تو راہ میں بھی لوگ آپ سے استفادہ کرتے آپ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے، علم حدیث کے شغل میں آپ یہاں تک منہمک تھے، کہ آپ کی غذا سوائے اسماع حدیث اور تصنیف کے اور نہ تھی آپ کے

اجداد میں اوّل مہران مشرف باسلام ہوئے، اور وہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے، آپ کی تصانیف بہت ہیں، ان میں مشہور یہ ہیں، کتاب معرفۃ الصحابہ و حلیہ و دلائل النبوۃ مستخرج علے البخاری و مسلم، تاریخ اصفہان، صفۃ الجنۃ، کتاب الطب و فضائل الصحابہ و کتاب المعتقد اور رسائل مختصرہ بھی ہیں، آٹھ محرم الحرام ۴۳۰ھ چورانوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (بستان المحدثین)

حِلیَہ۔ آپ کے تصانیف نوادر سے حلیۃ الاولیا ہے، اس کی نظیر اسلام میں تصنیف نہیں ہوئی اور آپ کے حین حیات میں آپ کے سامنے ہی اس کی اسقدر شہرت اور رواج ہوا، کہ شہر نیشاپور میں چار سو دینار کو خریدی گئی۔ (بستان المحدثین)

مواھب۔ تصنیف شہاب الدین احمد ابو بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی کی ہے، آپ کی ولادت ۱۲ ذیقعد ۸۵۱ھ کو شہر مصر میں ہوئی، آپ ابتدا ئے نشو ونما میں علم قرأت میں مشغول ہوئے، اور ہفت قرأت حفظ کر لیں، بعد ازاں فن دیگر میں صحیح بخاری پانچ مجلس میں احمد بن عبد القادر ساوی کو سنائی، اور جامع عمری میں درس اور وعظ کا آغاز کیا، ایک جہاں آپ کے وعظ کو جمع ہوتا، آپ اس فن میں بے نظیر تھے، مدت دراز کے بعد آپ کو تصانیف کا شوق پیدا ہوا۔ اور تصانیف مقبول آپ کی یادگار باقی رہیں، ان سب سے بڑی کتاب ارشاد الساری مشہور بہ قسطلانی ہے، جس میں آپ نے فتح الباری اور کرمانی کا اختصار کیا ہے۔ اور مواہب اللدنیہ اپنے فن میں عدیل کتاب ہے، عقود السنیہ و لطائف اشارات فی عشر القرأت و کتاب الکنز فی وقف حمزہ و ہشام علی الہمزہ و شرح شاطبیہ، شرح قصیدہ بردہ مسمی بہ انوار مضئیہ، تقادیس الانفاس، روض الزواہر فی مناقب شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری بھی ہیں، شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے شکایت ہے، کہ آپ نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں میری کتابوں سے بغیر میرے اعلام کے استمداد کی ہے نقل میں یہ ایک قسم کی خیانت ہے، اور ایک طرح سے کتمان حق بھی ہے، چنانچہ آپ نے دور دراز کا سفر مصر پاپیادہ طے کر کے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے دردولت پر ننگے سر اور ننگے پاؤں حاضر ہو کر معافی لی، شب جمعہ ہشتم محرم ۹۲۳ھ ہجری قاہرہ مصر میں انتقال فرمایا، اور بعد نماز جمعہ جامع میں آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، اور مدرسہ عینیہ میں جو آپ کے گھر کے قریب تھا دفن کئے گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بستان المحدثین)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری اُمت سے رہیں گے جو ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں

ان کی برکت سے اہل زمین سے بلائیں دور ہوتی ہیں، ان کو ابدال کہتے ہیں انہوں نے اس بات کو نماز روزہ و صدقات سے نہیں حاصل کیا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے یہ خوبی حاصل کی، فرمایا سخاوت اور اہل اسلام کی خیرخواہی سے حاصل کی روایت کیا اس حدیث کو ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اسی طرح مواہب اللدنیہ میں ہے صفحہ ۲۴۳ جلد اول مطبع شرقیہ مصر)

حدیث (۷) رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ رِجَالٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُحَمَّدٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَاِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَمُحَمَّدًا حَبِیْبُہٗ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قُلُوْبٌ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَھُمْ صِنْفٌ مِّنَ الْبُدَلَاءِ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ

ترجمہ:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا اس امت میں کچھ لوگ ہونگے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ہونگے اور بیشک ابراہیم اللہ کے خلیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حبیب ہیں روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر میں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے، کہ آپ نے فرمایا اس امت میں کچھ دل ہونگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور وہ ابدال کی ایک صنف ہے (رواہ الحکیم)

حدیث (۸) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ الْحَکِیْمُ فِی النَّوَادِرِ بِاخْتِلَافٍ یَسِیْرٍ۔

عبادہ بن صامت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب مذہب و حکیم ترمذی و نوادر کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے، ملاحظہ کریں۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال اس امت میں تیس آدمی ہیں ان کے دل ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کے دل پر ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ اور بدل دیتا ہے، روایت کیا اسکو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں اختلاف یسیر سے۔

حدیث (۹) رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ

قَالَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُلُوْبٌ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ وَهُمْ صِنْفٌ مِّنَ الْبُدَلَاءِ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ -

ترجمہ :- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اس امت میں کچھ دل ہونگے اوپر دل ابراہیم علیہ السلام کے اور وہ ابدال کی ایک قسم ہے۔ روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں -

تیسرا باب - ابدال کا قیام زمین میں کس جگہ ہے

حدیث (١٠) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ فِيْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمْ يُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ

عوف بن مالک اشجعی شامی ہیں وہ جنگ خیبر میں حاضر تھے، اور ان کے پاس علم تھا، فتح مکہ مکرمہ کے دن بڑے بہادروں سے تھے ٧٣ھ ہجری میں انتقال فرمایا، آپ سے ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے -

شام - عرب کے شمال اور مصر کے مشرق میں ایک ملک ہے جس میں دمشق، حلب وغیرہ بڑے بڑے شہر ہیں، (لغات فیروزی صفحہ ٢١١) تفصیل حدیث ١٨ کی شرح میں آتی ہے -

طبرانی کا حال حدیث اول کی شرح میں گذر چکا ہے، مکرر ضرورت نہیں -

ترجمہ - عوف بن مالک اشجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال اہل شام میں، انہیں سے مدد دی جاتی ہے اور انہیں کی برکت سے لوگوں کو روزی دی جاتی ہے، روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے -

حدیث (١١) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْتَسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ترجمہ - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال شام میں چالیس آدمی ہیں جب ان کے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے ان کی برکت سے باران رحمت مانگی جاتی ہے اور

دشمنوں پر ان سے مدد دی جاتی ہے اور شام والوں سے ان کے ذریعے سے بلائیں دور کی جاتی ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے

حدیث (۱۲) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَهْلَ الشَّامِ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْاَبْدَالَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ۔

لَا تَسُبُّوا ۔ سب ۔ الشتم دشنام دادن، گالی دینا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے حق میں جو بغیر کسی تاویل کے مسلمان کو گالی دیوے بطور تغلیظ ارشاد فرمایا ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے ایک دوسری حدیث میں آیا ہے مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّسُبَّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ وَكَيْفَ يَسُبُّ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ کبیرہ گناہوں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے عرض کیا گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا کسی کے ماں باپ کو کوئی شخص گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (نہایہ جزری) انگشت شہادت کو بھی سبابہ اس لئے ایام جاہلیت میں کہتے تھے کہ گالی دیتے وقت اس سے اشارہ کرتے تھے (مفردات راغب)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اہل شام کو گالی نہ دو بے شک ان میں ابدال ہیں روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں

حدیث (۱۳) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بُدَلَاءُ اُمَّتِيْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ اٰخَرَ فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا رَوَاهُ رَوْضُ الرَّيَاحِيْنِ فِيْ حِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَرَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ مَوْقُوْفًا وَرَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ۔

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام خزرجی انصاری خادم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے والدہ ماجدہ کا نام ام سلمہ[۵] بنت ملحان ہے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اُس وقت آپ کی عمر دس سال تھی حضرت

---

[۵] مولانا عبد الحی لکھنوی نے مقدمہ ہدایہ میں آپ کی والدہ کا نام ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھا ہے اور بروایت طبرانی بتایا ہے کہ آپ کی پشت سے ۱۲۵ نفس علاوہ پوتوں کے دفن کئے گئے اور آپ کی زمین کے باغ سال میں دو دفعہ پھلتے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ فِيْهِ کا اثر تھا۔ منہ سلمہ ربہٗ ۱۲ ۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بصرہ کو تشریف لے گئے تاکہ لوگ آپ سے فقہ سیکھیں اور صحابہ کرام سے جن کا بصرہ میں انتقال ہوا سب سے اخیر آپ ہی ۹۱ھ میں ایک سو تین یا ننانویں سال کی عمر میں دار البقا کو تشریف لے گئے، ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ بقول اصح آپ کی اولاد ایک سو تھی اور بعض نے ۸۰ اکثر ذکور اور دو اناث بیان کی ہے یہ قول اہل تاریخ کا ہے اور مشہور صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد ایک سو بیس سے بھی زیادہ تھی، بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیلئے مقرر کیا، چنانچہ میں نے آپ کی خدمت دس سال کی، اور جب حضور کا انتقال ہوا اس وقت میری عمر بیس سال تھی، خلاصہ میں ہے کہ آپ سے ایک ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں، ایک سو اڑسٹھ متفق علیہ ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اکہتر فرداً فرداً بیان فرمائی ہیں، آپ سے بے شمار مخلوق نے احادیث پاک کو روایت کیا ہے۔ (اکمال معہ حواشی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و مال و اولاد میں برکت کرے چنانچہ آپ کی عمر اور اولاد سو سے زیادہ تھی اور آپ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا، سبحان اللہ۔ ؎

مالک کونین ہیں پاس کچھ رکھتے نہیں ۔۔۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ اسی دعا کا اثر ہے۔

عراق۔ لغت میں عراق کے معنی کنارہ دریا کے ہیں، مجازاً وہ ملک جو دریائے جیحوں اور دریائے دجلہ و فرات کے کناروں پر واقعہ ہیں، جو ملک دریائے جیحوں کے کنارہ پر ہے وہ عراق عجم کے نام سے نامزد ہے، خراسان و اصفہان وغیرہ اسی میں داخل ہیں، اور جو ملک کنارہ دریائے دجلہ و فرات پر واقعہ ہے اسے عراق عرب کہتے ہیں، بغداد بھی اسی میں شامل ہے، عراق ایک مقام موسیقی کا بھی نام ہے جسے بوقت چاشت گاتے ہیں۔ (لغات فیروزی ص ۲۳۷)

روض الریاحین فی حکایات الصالحین تالیف شیخ امام عفیف الدین ابی محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی یمنی نزیل حرمین شریفین، سید غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ۶۹۸ھ کو عدن میں پیدا ہوئے اس کتاب کو مسجد حرام میں کعبہ مکرمہ کے سامنے بیٹھ کر تصنیف کیا جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے رجب ۷۵۵ھ میں اس سے فراغت کی اس کتاب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ مطہرہ و مجمع اصحاب میں سنکر پسند فرمایا جسکی بشارت کئی اولیاء صوفیا نے قریب و بعید سے مصنف کو دی، آپ ۷۶۷ھ یا ۷۶۸ھ میں فوت ہوئے اور جنۃ المعلیٰ میں دار فضیل بن عیاض میں مدفون ہیں (کشف الظنون ص ۹۱۲ مصری و تحفۃ الابرار ترجمہ ذیل ششم ص ۹ بحوالہ سفینۃ الاولیاء و وفیات)

موقوف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کو حدیث کہتے ہیں

جس کی انتہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک ہو اس کو مرفوع اور جس کی صحابی تک پہنچے اس کو موقوف اور جس کی تابعی تک ہو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

ابن عدی۔ ابو احمد عبداللہ بن محمد المعروف بابن عدی جرجانی المتوفی ۳۶۵ھ حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی محدث کو سوال کیا کہ آپ ایک کتاب تصنیف کریں جس میں احادیث کے ضعیف راویوں کا حال ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں وہ ثقہ ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آپ عربی کے عارف نہیں تھے لیکن علل و الرجال کے حافظ تھے۔

کامل۔ فی معرفۃ الضعفاء والمتروکین ساٹھ اجزاء کی جرح والتعدیل میں اکمل کتاب ہے۔ ائمہ حدیث کو اس کتاب پر اعتماد ہے۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اسم بامسمی ہے اسی کتاب پر حکام محکم نے فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ اس کتاب میں کہا گیا ہے اس پر متقدمین اور متاخرین راضی وخوش ہیں اور اسی کتاب پر ایک ذیل کبیر شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مفرج بنانی اشبیلی المعروف بابن الرومیہ متوفی ۶۳۷ھ نے لکھا ہے، جس کو الحافل فی تکملۃ الکامل کہتے ہیں۔ اور اس کا ایک مختصر بھی بنایا گیا ہے (کشف الظنون صفحہ ۲۹ نمبر کتاب ۹۴۲)

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ابدال چالیس ہیں، بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے، جب امر (قیامت) آئیگا تو وہ سب قبض کئے جائینگے۔ روایت کیا اس حدیث کو روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں (صفحہ ۸) آئمہ کی ایک جماعت سے اور روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادرالوصول میں موقوفاً (صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر) اور روایت کیا اس کو ابن عدی نے کامل میں۔

حدیث ۲۴ ؕ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَلْبُدَلَاءُ بِالشَّامِ وَ النُّجَبَاءُ بِمِصْرَ وَالْعَصَائِبُ بِالْعِرَاقِ وَالنُّقَبَاءُ بِخُرَاسَانَ وَالْاَوْتَادُ بِسَائِرِ الْاَرْضِ وَ الْخَضِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَیِّدُ الْقَوْمِ رَوَاہُ فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ ۔

مصر۔ شہر افریقہ کے شمال مشرق میں ایک ملک بھی ہے۔ شہر مصر اسی میں ہے جسے القاہرہ کہتے ہیں خدیو وہیں رہتا ہے اور علاوہ اس کے اسکندریہ، دمیاط، روزطہ، سویز، پورٹ سفید وغیرہ شہر بھی ہیں تیزی تلوار دو چیزوں کے بیچ کی حد۔ (لغات فیروزی)

عصائب۔ جمع عصابہ دس سے چالیس تک آدمیوں کی جماعت کا نام ہے جس کا واحد لفظی

نہیں ہے، یا جماعت زہاد ۔ اولیاء اللہ کا نام ہے اور ان کا عراق میں جمع ہونا حرب کے واسطے ہے (نہایہ جزری)

نُقَبَاء ۔ جمع نقیب، قوم کی خبریں اور انکے حال کی تفتیش کرنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے لیلۃ العقبہ میں ان صحابہ کو جنہوں نے آپکے ساتھ بیعت کی تھی ایک ایک جماعت پر مقرر کیا تھا، تاکہ اُن کو مسلمان بنائیں اور اُنکی شرائط کو معلوم کریں، اور وہ بارہ نقیب تھے، اور سب انصار کی جماعت سے تھے (نہایہ جزری) موسٰے علیہ السلام کے نقیب بھی بارہ ہی تھے، اور کلام الٰہی وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا میں اُسی کی طرف اشارہ ہے (یعنی ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے)

خراسان ۔ مشرق ملک ایران کے مشرق اور افغانستان کے مغرب میں ایک ملک ہے، جس میں ہرات اور مشہد بڑے شہر ہیں، ایک پردہ موسیقی کا بھی نام ہے ۔ (فیروزی)

خضر ۔ ایک پیغمبر یا ولی اللہ کا نام ہے، قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ خضر بفتح خا وکسرہ ضاد ہے، وبکسر خا وسکون ضاد بھی ہے اور اسم مبارک ان کا بلیا بن ملکان ابن فالع ابن عامر ابن سالخ بن ارفخشد ابن سام ابن نوح ہے، کنیت ابو العباس لقب خضر ہے، اور وجہ ملقب بخضر ہونے کی محققین نے یوں بیان فرمائی ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے، وہاں سبزہ اگتا تھا، چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہاں نماز میں مشغول ہوتے، تو جائے سجدہ اور اطراف حصیر (چٹائی) میں سبزہ اُگ آتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّمَا سُمِّيَ خَضِرًا لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ ۔ الحدیث رواہ البخاری مظاہر حق ص۲۱۳ فی باب بدء الخلق وذکر الانبیاء (یعنی خضر بیٹھے پتھر سفید پر اور اُسی وقت اُن کے نیچے سبزہ اگا ۔ آنجناب نیک خلق وجو نمرد وشفق تمام خلائق کے ہیں اور جود وعطا میں بے نظیر ایثار آپ کی عادت ہے، شیخ علاؤ الدولہ سمنانی عروہ میں لکھتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں اور اکثر مصاحب ابدال وقطب کے رہتے ہیں، حافظ ابن حجر وسخاوی وقسطلانی وجمہور علماء و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک بقید حیات ہیں، اور یہ امر مثل آفتاب روشن ہے، مگر اکثر محدثین مثل بخاری وابن مبارک وابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں، اور دلیل اُن کی ایک حدیث ہے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب رحلت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روئے زمین پر ہے، بعد سو برس کے زندہ نہ رہے گا، لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام دریا میں فرض کئے گئے تھے، نہ زمین پر اور ارشاد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردم روئے زمین کے واسطے تھا، نہ اوروں کے واسطے، ملاقات حضرت خضر علیہ

السلام کی اولیاؤں سے مرتبہ شہرت کو پہنچی ہے بلکہ بحد تواتر اور قصص وحکایت اس ملاقات کے حیطہ شمار سے افزوں ہیں چنانچہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت نظام الدین زری زربخش بدایونی کے پاس تشریف لانا وعلی ہذا اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا، اور وصول الی اللہ کے حصول پر تحریص کرنا نہایت مشہور ہے، اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ میں مذکور ہے اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کہ قدوہ ارباب کشف وکمال سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کا انکار کرتا ہے، وہ جاہل ہے چنانچہ نفحات الخطاب میں مذکور ہے، اور جو محقق مجد الدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ درباب عمر خضر والیاس حدیثے صحیح ثابت نشدہ، سو غالباً اس محقق کے طریق پر ثابت نہ ہوگی، ورنہ محقق جزری حصن حصین میں مستدرک حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول الثقلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبیح الوجہ (خوبصورت) سفید ریش مجمع اصحاب میں آیا، اور رویا پھر تعزیت کرکے چلا گیا، بعد ازاں صدیق اکبر و علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، کہ یہ مرد سفید ریش حضرت خضر علیہ السلام تھے، اسی طرح سیوطی نے جمع الجوامع میں ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مفصل بیان کی ہے اور تنزیہ الشریعۃ میں چند احادیث ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وغیرہ اصحاب سے نقل کی ہیں، کہ بسبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو پہنچتی ہیں، اور ملاقات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے قطعی یقینی ہے اور ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَزَارَنِیْ یعنی اگر خضر زندہ ہوتا، تو میری زیارت کرتا اوّل تو رفع اس حدیث کا بر طریق معمول اہل حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ قول منکر حیات حضرت خضر علیہ السلام کا معلوم ہوتا ہے، بالفرض اگر رفع اس کا ثابت بھی ہو جائے تو احتمال ہے، کہ یہ سخن قبل از ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے ہوگا، کیونکہ اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں، کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے ان کو سنا ہے، اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ تتبع و تصفح کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے اور شیخ احمد ابن ابی بکر ابن محمد محدث نے مع سند اپنی انہیں حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع فرمایا ہے جس کو ضرورت ہو اس کو ملاحظہ کرے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ (ملخصاً از تفریح الاذکیا، جلد اوّل ص ۵۴۵)

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا آپ نے ابدال

شام میں اور نجباء مصر میں اور عصائب عراق میں اور نقباء خراسان میں اور اوتاد باقی زمین میں اور حضرت خضر علیہ السلام سب قوم کے سردار ہیں، روایت کیا اس کو روض الریاحین میں صفحہ ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ ہجرت مقدس نبوی) ونیز مطبوعہ ۱۳۲۲ھ ص۸)

حدیث (۱۵) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ الْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا عَلٰى مِنْهَاجِ اِبْرَاهِيْمَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانَهٗ اٰخَرَ وَالْعَصَبُ بِالْعِرَاقِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ اٰخَرَ عِشْرُوْنَ مِنْهُمْ عَلٰى اجْتِهَادِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ قَدْ اُوْتُوْا مَزَامِيْرَ اٰلِ دَاوٗدَ وَالْعَصَبُ رِجَالٌ يُّشْبِهُوْنَ الْاَبْدَالَ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِى النَّوَادِرِ

حذیفہ بن الیمان۔ آپ کا اسم شریف حُسَیل ہے، اور یمان ان کا لقب ہے، اور کنیت ابو عبد اللہ عیسی ہے، آپ مع اپنے والد کے اسلام لائے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی، اور جنگ احد میں حاضر ہوئے، اور وہاں آپ کے باپ کو مسلمانوں نے خطاءً شہید کر دیا، آپ نے باپ کا خون مسلمانوں کو بخشدیا، اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی اسلام لائیں، اور ہجرت کی، جیسا کہ ترمذی نے مناقب حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں روایت کیا، زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہمدان، رَی، دینور آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوئے، اور فتح جزیرہ میں بھی آپ حاضر ہوئے، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مدائن کا والی بنایا، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو علم ما کان وما یکون قیامت تک کا بتا دیا (مقدمہ ہدایہ بحوالہ تہذیب) آپ محرم راز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، آپ سے عمر فاروق اور علی المرتضیٰ اور ابو الدرداء وغیرہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین نے روایت کی ہے، ۳۵ھ یا ۳۶ھ چالیس رات بعد شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مدائن میں انتقال فرمایا اور وہیں ان کا مرقد مبارک ہے (اکمال فی اسماء الرجال)

منہاج۔ راہ راست وکشادہ، صراط مستقیم۔

اجتہاد۔ کوشش کرنا، دل سے سوچ کر ایک بات نکالنی، قرآن وحدیث اور اجماع پر قیاس کر کے شرعی مسائل کا استنباط کرنا۔ (لغات فیروزی)

عیسیٰ علیہ السلام۔ معرب یسوع سریانی لفظ ہے، مشہور پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جن کا سن عیسوی جاری ہے، آپ بیت اللحم میں جو بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے بڑے درجہ کے نبی اور مقبول بارگاہ خدا تھے، کتاب انجیل مقدس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں مرحمت

ہوئی تھی، مردہ کو زندہ کرنا، مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح ڈالنا، اندھوں اور جذامیوں کو شفا بخشنا پانی پر چلنا وغیرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں معجزات عطا ہوئے تھے، اور چونکہ بحکم خالق کونین حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے بے پدر پیدا ہوئے تھے، اس لئے ان کا لقب روح اللہ تھا، یہودی ان کے سخت دشمن اور جان کے درپے ہو گئے تھے، اس واسطے قادر مطلق نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا قیامت کے دن پھر نزول فرمائیں گے (رفیہ وزی)

ف آپ دنیا اور آخرت میں بڑے آبرو والے ہیں کلام الہی میں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اسی طرف اشارہ ہے، آپ کی والدہ ماجدہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ فرمایا ہے۔ جو انکی کسی قسم کی توہین کرے، وہ خارج از اسلام ہے، آپ قیامت سے پیشتر زمین پر تشریف لائیں گے عدل و انصاف سے پُر کردیں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی پھر انتقال فرما کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس روضہ شریف میں دفن ہوں گے، چنانچہ روضہ اقدس میں جو تھے مقبرہ شریف کی جگہ موجود ہے، جو شخص یہ کہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی قبر در حقیقت جو درجہ صحیح تا جوڑا ہے اس کو یسوع آصف بنا کر کہے کشمیر میں ہے وہ دجال کذاب ہے، اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ایسے قادیانی لوگوں کے کید و حبائل سے بچائے جو قادیان اور لاہور وغیرہ میں خاص طور پر لگائے گئے ہیں انبیاء اولیاء کی شان ارفع و اعلیٰ ہے ؎

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مزامیر۔ جمع مزمار، گانے کا آلہ، نے، بانسری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک صحابی کی قرأت سن کر یہ فرمایا، کہ مزامیر داؤد علیہ السلام سے ایک مزمار دیا گیا ہے گویا اس کی اچھی آواز اور شیریں نغمات کو داؤد علیہ السلام کے آواز کے ساتھ تشبیہ دی، خوش آوازی اور لحن آپ پر ختم تھی، **ف** تفریح الاذکیاء میں ہے کہ جب داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو دریا کا پانی ٹھہر جاتا تھا، اور وحوش و طیور جمع ہو کر گھیر لیتے تھے، اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے تھے، اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ستر طرح سے زبور پڑھتے تھے، ہمارے حضرت کے اصحاب میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے، جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، اس حدیث سے خوش آوازی کی بڑی تعریف نکلی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت خداداد ہے، جس کو اللہ تعالیٰ دے، اس کو لغویات میں صرف نہ کرے، بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریفیں الحان سے کہا کرے، حکماء کہتے ہیں کہ

تمام مزامیر و اوتار و نغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں، کلام الٰہی میں وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا میں لحن داودی کی طرف اشارہ ہے، مشارق الانوار، نہایہ جزری وغیرہ)

ترجمہ:۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابدال شام میں چالیس ہیں ان میں سے تیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہاج پر ہیں جب کوئی انتقال فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے، اور عصب عراق میں چالیس آدمی ہیں جب ان سے کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان سے بیس اور براجتہاد عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں، اور ان بیس کو داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی دی گئی ہے، اور عصب ابدال کے مانند اولیاء اللہ کی ایک جماعت کو کہتے ہیں، روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں)

حدیث (۱۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ الْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ بَدَّلَ اٰخَرَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاتُوْا كُلُّهُمْ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ (رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ)

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ابدال چالیس ہیں، جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے تو دوسرا بدلا جاتا ہے، جب قیامت کا روز ہوگا، سب وفات پا جائینگے، بائیس شام کے ملک میں ہیں، اور اٹھارہ ملک عراق میں۔ (روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں)

چوتھا باب

ابدال کی علامتوں میں جن سے پہچانے جاتے اور معلوم ہوتے ہیں

حدیث (۱۷) عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عَلَامَةُ اَبْدَالِ اُمَّتِيْ اَنَّهُمْ لَا يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا اَبَدًا (رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ كِتَابِ الْاَوْلِيَاءِ)

بکر بن خنیس۔ کوفی عابد نزیل بغداد ہیں ابن معین انکو لیس بشی فرماتے ہیں اور مرہ کہتے ہیں کہ شیخ صالح لا باس بہ، اور ابو حاتم فرماتے ہیں صالح جدا لیس بالقوی۔ ان کی ایک حدیث ہے، جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں مَنْ اِهْتَمَّ بِجَوْعَةِ اَخِيْهِ فَاَطْعَمَهٗ حَتّٰى يَشْبَعَهٗ وَ سَقَاهُ حَتّٰى يَرْوِيَهٗ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ یعنے جو شخص اپنے بھائی کی بھوک سے غمگین ہو کر کوشش

سے اس کو پیٹ بھر کر کھلائے پلائے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے دوسری حدیث بطریق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے قیام کو لازم پکڑو، بیشک وہ پہلے صالحین کی عادت ہے اور گناہوں سے روکنے والا اور سیئات کا مٹانے والا اور جسم سے بیماری کو دور کرنے والا ہے، ہذا حدیث حسن غریب قال ت (غالباً ترمذی مراد ہیں) میزان الاعتدال (۴۸ ۱۱ ت ق)

ابن ابی الدنیا۔ کنیت انکی ابو بکر اور نام عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا ہے ان کو قرشی اور اموی بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا باپ موالی بنی امیہ سے تھا، جائے پیدائش اور مسکن ان کا بغداد ہے، ولادت ان کی ۲۰۸ھ میں ہوئی، علی بن جعد اور خلف بن ہشام اور سعد بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم حدیث اخذ کیا، اور آپ آتالیق (استاد) اور مؤدب معتضد عباسی کے تھے، جو مشہور خلیفہ ہیں، اور قبل ازیں چند خلفاء کے استاد و مؤدب رہے ہیں، ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ نے ان سے حدیث لکھی ہے اور وہ صدوق (بڑے راستباز) تھے، کہتے ہیں کہ آپ کے کلام میں ایسا تصرف تھا، کہ ایک ساعت میں ہنسا اور رولا دیتے تھے، اور یہ سب کچھ بنا بر وسعت علم اخبار اور قدرت تصرف کلام کی وجہ سے تھا، وفات انکی جمادی الاولی ۲۸۱ھ میں ہوئی۔

کتاب الاولیاء۔ یہ درست نہیں، ابن ابی الدنیا کی تصنیف کتاب الدعاء ہے، جو ایک نہایت خوب و نفیس کتاب ہے، اس کے پہلے پہل ۹۹ ننانوے نام باری تعالیٰ بروایت ابن سیرین از ابی ہریرہ ہیں، اور بعد اس کے چالیس اسم اور یسی ہیں، اور ان کی سند حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے بعد ازاں اسم اللہ الاعظم ہے، پھر دعاء الفرج (کشائش) ہے، اسی طرح لکھتے جاتے ہیں، ابن ابی الدنیا کی ایک اور تصنیف بھی اسی باب میں ہے جس کا نام مجابی الدعوات ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث ہے کہ سوائے تین کے گہوارہ میں کسی شخص نے کلام نہیں کیا، (۱) عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (۲) اور صاحب جریج عابد (۳) اور ایک لڑکے نے ماں کی گود میں جب وہ اسے دودھ پلا رہی تھی، الخ (بستان المحدثین ص ۹۲)

ترجمہ:۔ بکر بن خنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا اس نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت کے بدال کی یہ علامت ہے، کہ وہ کبھی کسی شے کو لعنت نہیں کرتے، روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الدعاء میں (کتاب الاولیاء ابن ابی الدنیا کی کوئی کتاب نہیں ہے)

ف کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے، اور اسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر لعنت نہ کہے یونہیں مچھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث شریف میں لعنت آئی

ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا، دوسری حدیث میں ہے، بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہونگے تیسری حدیث میں ہے مسلمان کی لعنت مثل اُس کے قتل کے ہے، چوتھی حدیث میں ہے، جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر زمین کی طرف اترتی ہے، اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر داہنے بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی، اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے تو اُس پر جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے، اور فرماتے ہیں، اے عورتو! صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں، عرض کی کس سبب سے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں سو بار شراب پی، ایک صحابی نے اس پر لعنت کی، اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہیگا، حضور نے فرمایا شیطان اس کا دشمن موجود ہے، وہ کفایت کرتا ہے، تو لعنت کرکے شیطان کا یار نہ ہو، اور ایک شخص نے شراب پی، اس کو مارتے اور لعنت کرتے، فرمایا لعنت نہ کرو، کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔

سوال شرع شریف میں ظالموں اور بیاج کھانے والوں اور اس کے معاملہ میں پڑنے والوں پر اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے، اور جو بدعتی کو جگہ دے، اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے، اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے، اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے ہیں۔ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

جواب۔ لعنت، لغت میں معنے طرد و ابعاد کے ہے، اور اہل شریعت کبھی اس سے طرد و ابعاد رحمت الٰہی و بہشت سے اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔ پہلے معنے کافروں کے لئے خاص ہیں، جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی ہو، جیسے ابوجہل ابولہب، فرعون شیطان، ہامان اس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم السلام جس پر لعنت کرتے تھے، باعلام الٰہی ان کے کافر مرنے سے واقف تھے، اور فرشتے بھی انہیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بدانجامی سے باعلام الٰہی واقف ہوتے ہیں، یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں جیسے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ کہتے ہیں، اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے جس جگہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں لفظ لعنت گنہگاروں کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے، وہاں دوسرے معنی مراد ہیں، گو جواز اس قسم کا بھی مقید بوصف عام مذموم

ہے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ کہہ سکتے ہیں کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کر سکتے شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں سوائے اسکے جسکے کافر مرنے کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہو، اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دم اخیر محتمل ہو، لعنت نہ کریں طریقہ محمدیہ میں ہے، سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں یہاں تک کہ بہت محققین علما یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور اعزہ واہل بیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ ہتک حرمت جرم کا باقی نہ چھوڑا، اصل اسباب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے کیا فائدہ حاصل ہو، اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر و تلاوت و درود شریف میں صرف کرے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے، اگر وہ لائق لعنت کے ہے، تو اس پر لعنت کہنے میں تضییع وقت ہے اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو گناہ بے لذت اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی مراٰۃ الجنان میں فرماتے ہیں کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے، وہ ملعون ہے، اور حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے، لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا (رواہ الترمذی) شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں شیوہ اہل سنت ترک سب ولعن ہے، المُؤْمِنُ لَیْسَ بِلَعَّانٍ بعض علما فرماتے ہیں اہل سنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے، اور کسی کو کافر نہیں کہتے، اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے، کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا ہے، اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لآداب الدعاء از تصانیف جلیلہ امام المحققین ختام المدققین آیۃ من آیات رب العلمین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلحضرت سیدنا و مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب محمدی سنی حنفی قادری بریلوی قدس سرہ العزیز)

حدیث (۱۸) عَنِ الْکَتَّانِیْ قَالَ اَلنُّقَبَآءُ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَالنُّجَبَآءُ سَبْعُوْنَ وَالْبُدَلَآءُ اَرْبَعُوْنَ وَالْاَخْیَارُ سَبْعَۃٌ وَالْعُمُدُ اَرْبَعَۃٌ وَالْغَوْثُ وَاحِدٌ فَمَسْکَنُ النُّقَبَآءِ الْمَغْرِبُ وَمَسْکَنُ النُّجَبَآءِ مِصْرُ وَمَسْکَنُ الْاَبْدَالِ اَلشَّامُ وَالْاَخْیَارُ سَیَّاحُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَالْعُمُدُ فِیْ زَوَایَا الْاَرْضِ وَمَسْکَنُ الْغَوْثِ مَکَّۃُ فَاِذَا عَرَضَتِ الْحَاجَۃُ مِنْ اَمْرِ الْعَامَّۃِ اِبْتَھَلَ فِیْھَا النُّقَبَآءُ ثُمَّ النُّجَبَآءُ ثُمَّ الْاَبْدَالُ ثُمَّ الْاَخْیَارُ

ثُمَّ الْعُمُدُ فَاِنْ اُجِیْبُوْا وَاِلَّا ابْتَهَلَ الْغَوْثُ فَلَا یَتِمُّ مَسْئَلَتُهٗ حَتّٰی تُجَابَ دَعْوَتُهٗ رَوَاهُ الْخَطِیْبُ فِیْ تَارِیْخِ بَغْدَادَ كَذَا فِی الْمَوَاهِبِ۔

کَتَّان۔ ایک پودا ہے، جو گز بھر اونچا ہوتا ہے اور اس کی ساق اور پتے باریک ہوتے ہیں، پھول لاجوردی اس کی چھال کو روئی کی طرح کاتتے ہیں، اس کا کپڑا گرمی سردی اور خشکی میں معتدل ہے اور جسم کو نہیں چمٹتا اور دافع حرارت و باعث تقلیل پسینہ اور خارش اور سخت ورموں کے لئے نافع اور اس کے پہننے سے جوئیں کم ہو جاتی ہیں (منتہی الارب صفحہ ۱۵۹۸) پنجابی زبان میں السی اور مولینا حشمت علی بریلوی نے اسوہ حسنہ میں کتان کا ترجمہ السی کیا ہے۔

کَتَّانِی، کتان اور اس کے کام کی طرف نسبت ہے، آپ کا اسم شریف ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن محمد بن علی تمیمی دمشقی ہے، آپ امام محدث علامہ حافظ کبیر حدیث تھے، آپ نے بہت سے محدثین سے حدیث کو سنا اور ان کی تالیف کی اور جمع کیا، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہم ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے، گویا وہ اپنے زمانہ میں حافظ حدیث کی صفت سے موصوف تھے، آپ سے تمام بن محمد اور خطیب بغدادی اور ابن ماکول وغیرہ نے روایت کی ہے، ۴۶۹ھ ہجرت مقدس میں آپ کا انتقال ہوا، (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد پنجم صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ مصر مطبع ازہریہ ۱۳۲۸ھ)

نُقَبَاء۔ جمع نقیب، تنے، وزبان ترازو، اور وہ کتا جس کے گلے میں آواز زم کرنے کیلئے سوراخ کیا گیا ہو، لئیم لوگ ایسا کرتے ہیں، تاکہ مہمان اس کی آواز نہ سنیں اور گواہ قوم اور ان کا مقبول اور مہتر اور ماہر انساب (منتہی الارب)

نُجَبَاء۔ جمع نجیب، جوانمرد و بزرگ اور ہر چیز سے معزز، اور اونٹ کاٹنے والا۔

اَخْیَار۔ جمع خیر، نیک مرد، اور بہت نیکی، اور وہ چیز جس میں سب لوگ رغبت کریں خوبصورت و جمیل

عُصَب۔ ابدال، اوتاد۔ (زرقانی) **زَوَایَا**۔ جمع زاویہ، کنج، کرانہ، کنارہ۔

غوث۔ فریاد، فریاد رس، نیز یمن کے ایک قبیلہ کا نام بھی ہے، اور ابو الغوث بن نمار اور وائل بن حوث اور عمر بن غوث محدثوں کے نام ہیں۔ (منتہی الارب)

اِبْتِهَال۔ زاری کرنا، کلام الٰہی میں ہے، ثُمَّ نَبْتَهِلْ ای نخلص فی الدعاء یعنی اخلاص سے دعا کرے ایسا

شام۔ اس کی وجہ تسمیہ میں کئی قول ہیں اہل اثر فرماتے ہیں کہ ایک قوم بنی کنعان کی گھر سے نکلتے وقت اس سے بائیں طرف ہو گئی، یا اس کو اپنے بائیں طرف چھوڑا، اس لئے اس شہر کا نام شام پڑ گیا دوسری وجہ یہ ہے، کہ سام بن نوح علیہ السلام اس جگہ پہلے پہل اترے، انہوں نے اس کا نام شام رکھا

شام لغت سریانی میں سام ہے، یعنے سین کو تغیر لفظ عجمی کی وجہ سے شین پڑھا گیا، تیسری وجہ شام ان شہروں کو کہتے ہیں، جو قبلہ شریف سے بائیں جانب ہوں، مگر یہ قول فاسد ہے، کیونکہ قبلہ شریف کا دایاں، بایاں نہیں (معجم البلدان جلد پنجم صفحہ ۲۱۰ مصنفہ شیخ امام شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ ہجرت نبوی ومنتہی الارب صفحہ ۹۰۹)

اسی کتاب میں عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے، کہ خیر (نیکی) کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ان میں ۹/۱۰ شام میں اور ایک حصہ تمام زمین میں رکھا گیا، اور بُرائی کو دس حصوں میں بانٹا گیا ہے ان سے ایک حصہ شام میں اور نو حصے تمام زمین میں ہے، اور رسولِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے، کہ شام اللہ تعالے کے برگزیدہ شہروں سے ہے (جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے برگزیدہ ہیں) اور اس کے برگزیدہ بندے اسی (شام) کی طرف جمع ہوتے ہیں، اے شام والو! اس شہر کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمین شام ہے، مگر جس نے ابا (انکار) کیا، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے میرے لئے شام کا ذمہ لیا ہے، ایک اور حدیث میں ہے، یَا اَھْلَ الْاِسْلَامِ عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ [1] اے اسلام والو شام کو لازم پکڑو یعنی اس ملک میں اپنا قیام بنالو خدا تعالےٰ تم کو بخش دیگا، (اور بھی فضائل مُلک شام کے بہت ہیں، (ان شاء فلیرجع الی معجم البلدان صفحہ ۲۲۱)

خطیب ـ کنیت آپ کی ابوبکر اور نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی ہے، بروز پنجشنبہ چار ذیقعدہ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کو علم حدیث سے مناسبت تھی، اس لئے اُنہوں نے آپ کو حرص اس فن شریف کی دلائی، گیارہ سال کی عمر میں طلب علم اور سماع شروع کیا، بعد ازاں سفر کا آغاز کیا اور بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان، رَے اور حجاز شریف میں حافظ ابونعیم اور ابو سعید مالینی اور ابوالحسن بن بشران اور دوسرے محدثین سے استفادہ کیا، صحیح بخاری کو مکہ معظمہ میں بطریق سنت کریمہ مشاہیر راویان بخاری پانچ روز میں ختم کی نیز بخاری شریف کو تین مجلس میں ختم کیا یعنی اس طرح مغرب کے وقت بخاری شریف کو پڑھنا شروع کیا، اور فجر کی نماز کے ساتھ بس کیا دوسری رات بھی اسی طرح گذاری، تیسرے روز چاشت سے مغرب تک اور مغرب سے صبح تک پڑھکر تمام کیا، ذہبی فرماتے ہیں، کہ یہ دماغی قوت اور قرأت کی مہارت نوادرات سے، بعد ازاں ان سفروں سے فارغ ہو کر بغداد شریف میں اقامت گزیں ہوئے اور اپنے اوقات کو تصنیف روایت حدیث سے معمور کیا، حتّٰی کہ دار البقاء کو رحلت کی، آپ کی

[1] وعن ابن الانباری انہ یجوز ان یکون ماخوذا من الید الشومی ای الیسری ویجوز ان یکون فعلا من الشوم - ۱۲ مذیلۃ الدرایہ ۱۲ منہ

تصانیف ساٹھ سے زیادہ ہیں، از انجملہ، جامع خطیب اور تاریخ بغداد اور کفایت و شرف اصحاب الحدیث، و تلخیص المتشابہ اور کتاب الرواۃ عن مالک و غنیۃ المقتبس فی الملتبس۔ و روایۃ الابناء علی الآباء وغیرہ بضاعت محدثین ہیں، ہر روز کلام مجید ترتیل اور تجوید سے ختم کرتے، اور سفر حج میں لوگ ان سے لفظ بلفظ سنتے، باوجود سفر کی تکان کے اس وظیفہ سے ناغہ نہ کرتے، خدا تعالیٰ نے آپ کو دولت و ثروت ظاہری بھی وافر عطا فرمائی ہوئی تھی، اس لئے اس علم شریف کے طالبوں پر صدقات و خیرات کا سلسلہ بہت جاری کیا ہوا تھا، حج میں جب زمزم شریف کے متصل پہنچے، تین بار اس مبارک پانی کو سیر ہو کر پیا، اور خدا تعالےٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی کیونکہ اس حالت میں دعا مستجاب ہوتی ہے، **اوّل** یہ کہ تاریخ بغداد کو روایت کریں اور وہ منتشر در اطراف اکناف ہو، **دوم** جامع منصور میں، کہ بہترین جگہوں بغداد شریف سے ہے، املا سے تعلیم حدیث میں مشغول ہوویں۔ **سوم**۔ مدفن ان کا متصل بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے ہووے ہر سہ حاجت ان کی پوری ہوگئی والحمد للہ، ان کا مرتبہ بغداد شریف میں اس حد تک پہنچ گیا تھا، کہ خلیفہ وقت نے حکم دیا تھا، کہ کوئی واعظ اور خطیب وغیرہ ان کی اجازت کے بغیر ذکر نہ کرے، جب آپ بیمار ہوئے، تو خلیفہ وقت کو کہلا بھیجا، کہ میرا کوئی وارث نہیں، میرا مال بیت المال (شاہی خزانہ) میں جمع ہو، اگر حکم ہو، تو میں اپنے طور سے راہ خدا میں صرف کروں، بادشاہ نے کہا مبارک ہے، تب آپ نے سب کتابوں کو وقف کیا، اور باقی اجناس مال کو راہ خدا میں خرچ کر دیا، اور سات ذوالحجہ ۴۶۳ھ کو انتقال فرمایا، اور شیخ ابواسحٰق شیرازی (کہ مشائخ شافعیہ کے مشاہیر سے تھے، اور علم ظاہر و باطن کے جامع) نے ان کا جنازہ خود اٹھایا، ان کی وفات کے بعد بعض صالحین بغداد نے ان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا، فرمایا، اَنَا فِیْ رَوْحٍ وَّ رَیْحَانٍ وَّ جَنَّةِ النَّعِیْمِ۔ میں راحت آرام اور بہشت میں ہوں، (بستان المحدثین صفحہ ۷۲)

تاریخ بغداد۔ تصانیف خطیب سے ہے، پہلی اور دوسری جز میں بغداد شریف کے مناقب اور اس کی بزرگی مبارک بنیاد کی بزرگی اور محاسن اخلاق اس کے باشندوں کے بیان کئے بعد ازاں دو بغداد کے پانی دجلہ اور فرات کا ذکر ہے، اور امام بخاری کا پورا پورا حال مندرج ہے، تا ترجمہ محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب قریب ربع کتاب کے ہو جاتا ہے، اور اوّل سند کہ اس تاریخ میں مذکور ہے یہ ہے۔ قال حافظ ابوبکر اخبرنا عبدالعزیز الخ ترجمہ۔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ محدث روایت کرتے ہیں، کہ لقبا تین سو میں اور نجبا ستر ہیں اور

اور ابدال چالیس ہیں، اور اخیار سات ہیں اور اوتاد چار ہیں، اور غوث ایک ہے، نقبار کا مسکن مغرب ہے، اور نجبار کا مصر اور ابدال کا مسکن شام ہے، اور اخیار زمین میں سیاحت کرتے ہیں، اور اوتاد جہات اربعہ میں (یعنی ایک مشرق دوسرا مغرب تیسرا جنوب چوتھا شمال میں ہے) اور مسکن غوث (وہ قطب فرد جامع ہے) مکہ مکرمہ زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً ہے، جب امر عامہ سے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے، تو نقبار خلوص دل سے دعا کرتے ہیں، پھر نجبار پھر ابدال پھر اخیار پھر اوتاد اگر قبول ہو جائے تو فبہا ورنہ غوث دعار مانگتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی دعا قبول کی جاتی ہے، روایت کیا اس کو خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اسی طرح مواہب اللدنیہ مطبع شرفیہ مصر کے جلد اوّل کے صفحہ ۳۰۴ وغیرہ میں ہے اور نیز زرقانی جلد خامس مطبوعہ مطبع ازہریہ جلد پنجم کے صفحہ ۲۰۰ میں ہے)

ف اس حدیث میں نقبا تین سو کا ذکر ہے، جن کے قلب قلب آدم علی نبینا و علیہ السلام پر ہیں، ابدال کا مسکن شام کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اکثر شام میں رہتے ہیں، تو اس حدیث کے مخالف نہ ہوگا، جس میں آیا ہے کہ اٹھارہ عراق میں ہیں، اگرچہ ان کا تصرف تمام زمین میں ہے اور اوتاد زمین کے کناروں میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، ابن عربی فرماتے ہیں، کہ بیت اللہ شریف کے ہر ایک رکن ایک ایک نبی کے دل پر ہیں، رکن شامی والے قلب آدم پر اور عراق والے قلب ابراہیم پر اور رکن یمانی والے عیسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور حجر اسود والے قلب محمد رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم پر، علامہ عبدالباقی مالکی زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ اس قول سابق کے مخالف ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل کے مشابہ کوئی نہیں (اور نہ ہوگا) اسی واسطے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دل پر بھی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے نظیر اور بے مثل ہستی ہیں، آپکی مثل نہ کوئی ہوا، اور نہ ہے، اور نہ ہی ہوگا، کوئی بشر[1] مثلکم سے دھوکا نہ کھائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے بعض نادان بے ادب گستاخ لیتے ہیں کہ ہمارے جیسے آدمی تھے یہ ان احادیث مبارکہ کے خلاف ہے جو مشکوٰۃ[2] اور مسند احمد[3] حنبل وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہیں، یعنی، لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ لَسْتُ[4] كَهَيْئَتِكُمْ، اَيُّكُمْ مِثْلِيْ وغیرہ اور قرآن کریم میں ہے - اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ

[1] بشر نوع ہے اس لئے نوعیت میں برابری ہوئی نہ کہ ہر چیز میں فضل یعنی (مابہ الامتیاز) جو خصوصیات ہیں، وہ اس ندھی برابری کے پردے کو چاک کر دیتی ہیں، صالح شہید صدیق اور نبی کے مراتب سے بھی ظاہر ہے کہ آپ ہم جیسے نہیں تھے، ہم صالح بھی صحیح معنوں میں نہیں، چہ جائیکہ نبی اور پھر نبی الانبیاء یہ آجکل کے گندم نما جو فروش علمار کی باتیں ہیں، ولنعم ما جادوا ابدع فیہم ــــ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا، الا یا ایہا الساقی ادر کا سا و ناولہا۔ ۱۲ عبدالرشید مولوی فاضل خلف الرشید مصنف رسالہ ہٰذا۔ [2] مجتبائی صـ۵۱۱ بحوالہ مسلم۔ [3] جلد سوم صـ۸ و صـ۱۱ راوی ابوسعید رضی اللہ عنہ

اور وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ۲ ع۱۲) سے مردوں کو عورتوں پر فوقیت ثابت ہوتی ہے، جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ازواج مطہرات کو خدا تعالیٰ فرما رہا ہے، يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (اے نبی کی بی بیو تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو) (پ۲۲ ع۲) تو آپ کیسے دوسرے آدمیوں کی مثل ہو سکتے ہیں)۔ اور مسکن غوث مکہ مکرمہ اور بقول بعض یمن جیسا کہ ابن عساکر نے سلیمان دارانی سے روایت کیا ہے، اور قول اصح یہ ہے، کہ غوث کی اقامت مکہ مکرمہ وغیرہ سے مختص نہیں بلکہ وہ گھومتے رہتے ہیں، اور ان کا دل ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں ہے۔ اور یہ جو فرمایا گیا، کہ نقباء نجباء ابدال، اخیار اوتاد کی دعا اگر منظور نہ ہو، تو غوث دعا کرتا ہے یہ اس حدیث کے مخالف نہیں اِنَّ دَعْوَةَ الْمُؤْمِنِ لَا يُرَدُّ خصوصاً ایسے بزرگانِ عظام کی کہ ان کی دعا ہمیشہ منظور ہونی چاہئے، بات یہ ہے کہ دعا کبھی مسئول سے مخصوص ہوتی ہے، اور کبھی غیر سے (کلام الٰہی میں ہے عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (پ۲ ع۱۱) یعنی کئی باتوں کو انسان اچھا سمجھتا ہے، حالانکہ وہ علم الٰہی میں اس کے لئے اچھی نہیں ہوتیں، اور کئی چیزوں کو اچھا نہیں جانتا، مگر وہ اس کے لئے بہتر ہوتی ہیں، ے کسے شرے بر انگیزد کہ خیرے ما دراں باشد۔ والا معاملہ ہوتا ہے) کبھی دعا روز قیامت کے لئے ذخیرہ رکھی جاتی ہے (کہ دنیا میں اس کی اجابت اتنی فائدہ مند نہیں جتنی قیامت میں ہوگی) اور کبھی اجابت میں تاخیر ہوتی ہے (کیونکہ كُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے) تو حصول مطلوب میں سخت ضرورت کی وجہ سے غوث جناب الٰہی میں التجا کرتا ہے کہ حتی الامکان اس ضرورت کو پورا کیا جاوے، تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے کہ اس کے بندوں کے شامل حال ہیں غوث کی دعا کو شرف اجابت بخشتا ہے۔ (زرقانی مصنفہ علامہ عبد الباقی جلد پنجم صفحہ ۴۰۰ و ۴۰۱)

پانچواں باب

اس بیان میں کہ ابدال تیس آدمی اور تیس یا چالیس عورتیں ہیں

حدیث (۱۹) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ الْاَبْدَالُ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ابدال تیس ہیں ان کے دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے، تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا ابدل دیتا ہے، روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں۔

ف یہ کتاب اگرچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے مگر اس میں کچھ زیادات آپ کے بیٹے عبداللہ اور بعضے ابوبکر قطیعی رکثرہ، راوی اس کتاب کے بھی ہیں، اور یہ کتاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے، مسند اول عشرہ مبشرہ کی ہے، (۲) مسند اہل بیت نبوی (۳) مسند ابن مسعود (۴) مسند ابن عمر (۵) مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص و ابی رمشہ (۶) مسند حضرت عباس اور ان کے پسران بزرگواران (۷) مسند عبداللہ بن عباس (۸) مسند ابی ہریرہ (۹) مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۱۰) مسند ابی سعید خدری (۱۱) مسند جابر بن عبداللہ انصاری (۱۲) مسند مکیاں (۱۳) مسند مدنیاں۔ (۱۴) مسند کوفیاں (۱۵) مسند بصریاں (۱۶) مسند شامیاں (۱۷) مسند انصار (۱۸) مسند عائشہ صدیقہ مع مسند النساء، رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کتاب کو ایکسو بہتّر جزو پر تقسیم کیا ہے، اور صاحب اس تجربہ کے حسن بن علی مذہب ہیں جو قطیعی سے راوی اس کتاب کے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کیا تھا، مگر ترتیب اور تہذیب اس کی وقوع میں نہیں آئی بلکہ آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ نے اسے ترتیب دی لیکن اس میں کچھ بہت غلطیوں کے مرتکب ہو گئے یعنی مدنیوں کو شامیوں میں اور شامیوں کو مدنیوں میں درج کر دیا، بعض محدثین اصفہان نے بہ ترتیب ابواب اس کو مرتب کیا، مگر وہ نسخہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور حافظ ناصرالدین بن زریق نے بھی اس کو ابواب پر مرتب کیا، مگر وہ نسخہ بھی حادثہ تیمور میں جو دمشق پر واقع ہوا، مفقود ہو گیا، اور حافظ ابوبکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم کے مطابق ترتیب دیا لیکن صرف اسمائے مقلین میں فقط اور حافظ ابوالحسن ہیثمی نے جو احادیث صحاح ستہ سے زاید تھیں ان کو جدا کرکے ابواب پر مرتب کیا۔ انتہی۔ خلال نے اس حدیث کو باسناد حسن مرفوعاً بیان کیا ہے زرقانی ج ۵ صفحہ ۹۸

ف۔ ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ انہوں نے اخلاق سیئہ کو اخلاق حسنہ سے بدل لیا اور اس پر راضی ہو گئے، حتیٰ کہ ان کے اخلاق حسنہ ان کے اعمال کے زیور ہو گئے، عارف مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ اپنے استاد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک جماعت بزرگوں کی داخل ہوئی، تو استاد صاحب نے فرمایا یہ ابدال ہیں، میں نے غور سے دیکھ کر معلوم کیا کہ وہ ابدال نہیں ہیں حیران ہوا، تو فرمایا جس نے برائیوں کو نیکیوں سے بدلا وہ بدل ہے پس مجھے معلوم ہوا، کہ یہ اول مرتبہ یعنی ابتدا بدلیت

کا ہے، ابن عساکر کے پاس ابن مثنیٰ نے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا، کہ تم بشر بن حرث کے متعلق کیا کہتے ہو، فرمایا سات ابدالوں سے چوتھے ہیں، مُرسی فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوت اعلیٰ میں نظر کی تو ابو مدین ساق عرش سے معلق دیکھا، جو اشقر (سرخ رنگ زردی و سیاہی سے ملا ہوا) اور ازرق (نیلا گربہ چشم) ہے میں نے کہا تمہارا مقام اور علوم کیا ہیں، جواب دیا ہمارے علوم اکہتر ہیں اور میرا مقام چوتھا خلفا کا اور سر بدل سات کا ہے، میں نے کہا، شاذلی نے فرمایا ہے، کہ وہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے، تو اس سے ظاہر ہوا، کہ تیس ابدال کے مراتب مختلف ہیں۔ (زرقانی)

حدیث (۲۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَاَرْبَعُوْنَ اِمْرَءَۃً کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ رَجُلًا وَ کُلَّمَا مَاتَتْ اِمْرَءَۃٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہَا اِمْرَءَۃً رَوَاہُ الْخَلَّالُ فِیْ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ وَالدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ

خلال۔ نسبۃ الی الخل الماکول (یعنی سرکہ فروش) زرقانی ص۲۹۵۔ کرامات الاولیاء ابن عرابی کی بھی ہے۔ (کذا فی کشف الظنون ج۲ ص۱۴۱۵)

دیلمی۔ دیلم گیلان میں ایک شہر ہے، جہاں کے باشندوں کے بال گھنگریالے ہوتے ہیں، وہاں کے باشندوں کو بھی دیلم کہتے ہیں، دیلمی دیلم کا رہنے والا، آپ کا نام فردوس حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ ہے، آپ ہمدانی ہیں، اور تاریخ ہمدان بھی آپ کی تصانیف سے ہے، یوسف بن محمد بن یوسف مستملی و سفیان بن حسن و عبد الحمید بن حسن و عبد الوہاب بن مندہ و احمد بن عیسیٰ دینوری، و ابو القاسم بن البسری اور دیگر علما بیشمار سے علم حدیث حاصل کیا، ہمدان اور اصفہان اور بغداد اور قزوین اسلامی شہروں میں پھرے حافظ یحییٰ بن مندہ نے انکے حق میں کہا ہے، جوانے زیرک و حسن خلق در مذہب سنت تصلب (سخت) است و از اعتزال دور مردکم گو و دلیر دل ۹ رجب ۵۰۹ھ میں وفات پائی (بستان المحدثین ص۶۱)

مُسْنَدُ الْفِرْدَوْس یہ کتاب مثل جامع صغیر کے ہے یعنی اس میں احادیث کو بترتیب حروف تہجی جمع کیا گیا ہے، اور جامع دیلمی کے بیٹے ہیں، انہوں نے اس کی سند بھی اسی طرح لکھی اور بڑی محنت و مشقت سے اس کتاب کو تیار کیا، ان کا نام شہردار بن شیرویہ بن شہردار دیلمی ہے، اور کنیت انکی ابو منصور ہے معرفت علم حدیث میں ان کا فہم باپ سے زیادہ تھا، چنانچہ سمعانی نے بھی آپ کے فہم اور معرفت کی گواہی دی ہے، اور علم ادب بھی خوب جانتے تھے، اور سبکروح اور عابد تھے، اور طلب علم حدیث میں اپنے باپ کے ساتھ شریک تھے، سفر اصفہان میں ۵۰۵ھ کو ہمراہ والد ماجد تھے وفات ان کی ۵۵۸ھ میں

ہوئی ہے، اور نسب ان کا فیروز دیلمی کو پہنچتا ہے، جو قاتل اسود عنسی (ایک دجال کذاب کا نام ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) کے تھے، جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا فاز فیروز۔ (بستان المحدثین) فیروز ایک صحابی کا نام ہے جن کو حمیری نزول کی وجہ سے حمیری بھی کہتے ہیں آپ (ابنائے فارس سے تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمن سے جھوٹے نبی مذکور کے قتل کی خبر آخر ایام حیات دنیوی میں پہنچی اور فیروز رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ سے آپ کے بیٹے ضحاک اور عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے (اکمال)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جو کوئی مرد ان سے مرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام مرد کر دیتا ہے اور جب کوئی عورت مرتی ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ عورت قائم کر دیتا ہے روایت کیا اس کو خلال نے کرامات الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں (وسیلہ جلیلہ ص۱۱۳)

حدیث (۲۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُوَا الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فَبِهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ مَا مَاتَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ اٰخَرَ (رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ)

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ زمین ہرگز خالی نہ ہوگی، چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ کے پرتو پر ہونگے، انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملیگا، اور نہیں کے سبب فتح پاؤ گے الخ (باقی الفاظ مواہب اللدنیہ و زرقانی وغیرہ میں بیان نہیں کئے گئے) روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں۔ حافظ نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں، کہ اس حدیث کی سند حسن ہے (زرقانی ص۲۹۷ والامن والعلی ص۲۲)

حدیث (۲۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْاَرْضِ ثَلٰثَمِائَةِ رَجُلٍ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ سَبْعَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ خَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ ثَلٰثَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْكَائِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ وَاحِدٌ قَلْبُهٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الثَّلٰثَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلٰثَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْخَمْسَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْخَمْسَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ

السَّبْعَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ السَّبْعَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الثَّلٰثِمِائَةِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلٰثِمِائَةِ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْعَامَّةِ فِيْهِمْ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمُ الْبَلَاءَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (رَوَاهُ فِىْ رَوْضِ الرَّيَاحِيْنِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَرَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ كَذَا فِى الزُّرْقَانِىْ)

زُرْقَانِیْ۔ تالیف علامہ شیخ محمد عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ ہجری نبوی۔

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے خلق میں تین سو اولیا ہیں کہ ان کے دل قلب آدم علیہ السلام پر ہیں، اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے دل ابراہیم اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے قلب میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جب ان میں ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے ان کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین انہیں (تین سو چھپن اولیاء) کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا، ہوا کرتا ہے، روایت کیا اس کو روض الریاحین صفحہ (۸) میں جماعت آئمہ سے اور روایت کیا ابو نعیم نے (حلیہ میں اور ابن عساکر نے) اسی طرح زرقانی (شرح مواہب اللدنیہ) میں ہے (الامن والعلی حدیث نمبر ۵

ف۔ کہ خلق کی موت اور زندگی سب اولیاء کی وساطت سے ہے صفحہ ۲۶) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۲۹ اصح المطابع لکھنؤ، نواب قطب الدین صاحب۔

حدیث (۲۳) وَعَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ هُمُ الْاَوْلِيَاءُ وَسَبْعُوْنَ هُمُ النُّجَبَاءُ وَاَرْبَعُوْنَ هُمْ اَوْتَادُ الْاَرْضِ وَعَشَرَةٌ هُمُ النُّقَبَاءُ وَسَبْعَةٌ هُمُ الْعُرَفَاءُ وَثَلٰثَةٌ هُمُ الْمُخْتَارُوْنَ وَوَاحِدٌ مِّنْهُمْ هُوَ الْغَوْثُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ رَوَاهُ فِىْ رَوْضِ الرَّيَاحِيْنِ۔ (مصری صفحہ ۸ مطبع میمنہ)

ترجمہ:۔ اور خضر علیہ السلام فرماتے ہیں، تین سو اولیا ہیں، اور ستر نجبا اور چالیس اوتاد زمین اور دس نقباء اور سات عرفاء اور تین مختار اور ایک ان سے غوث ہے، راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان سب سے روایت کیا اس کو روض الریاحین میں۔

ف۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا (پ ۳۰ سورہ نبا) فرمایا ہے، تو اولیاء کرام سے چار اوتاد مثل پہاڑوں کے ہیں زمین پر ان میں ایک سے اللہ تعالیٰ مشرق کو محفوظ رکھتا ہے

اور دوسرے سے مغرب کو اور تیسرے سے شمال کو اور چوتھے سے جنوب کو اور وہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں، اس سے کم و بیش نہیں ہوتے اور انکو عمد بھی کہتے ہیں۔ (کذا فی الزرقانی شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۶ جلد پنجم)

حدیث (۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ ثَلٰثِیْنَ مِثْلَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُغَاثُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ تَارِیْخِهٖ (رسید جلیبہ صفحہ ۴۱۱)

ابو ہریرۃ۔ آپ کے اسم اور نسب میں اختلاف کثیر ہے، اور مشہور یہ ہے کہ جاہلیت کا نام ان کا عبدالشمس یا عبد عمر تھا، اور اسلام میں عبداللہ یا عبدالرحمن، دوسی ہیں حاکم ابو احمد کہتے ہیں کہ بقول ابو ہریرہ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے کنیت ان پر ایسی غالب ہوگئی، کہ گویا ان کا نام ہی نہیں، سال خیبر میں اسلام لائے اور جنگ خیبر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر رغبت علم سے ہمیشہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے، جہاں آپ جاتے وہیں آپ کے ہمراہ جاتے اور آپ کا حافظ اور صحابہ سے بڑھ کر تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت کی وجہ سے بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں، جو دوسرے صحابہ کرام کو معلوم نہ تھیں، آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا، کہ جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں وہ یاد نہیں رکھ سکتا، آپ نے فرمایا، اپنی چادر بچھا پس میں نے چادر بچھائی، تو آنجناب نے بہت سی حدیثیں سنائیں، جو مجھے سب یاد ہوگئیں اور کوئی فراموش نہ ہوئی، امام بخاری فرماتے ہیں کہ آٹھ سو سے زیادہ صحابہ کرام نے آپ سے حدیث کو روایت کیا، جن میں ابن عباس و ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، مدینہ منورہ میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ اٹھتر سال کی عمر میں انتقال فرمایا، اور ابو ہریرہ آپ کو اس واسطے کہتے تھے، کہ آپ اپنے ساتھ ایک بلی کے بلے کو اٹھائے پھرتے تھے[۱] (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۲۸ مطبع مجتبائی دہلی)

---

[۱] مقدمہ ہدایہ میں ہے، آپ اصحاب صفہ کے حال سے خوب واقف تھے لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اصحاب صفہ کو کھانے وغیرہ کی دعوت کیلئے جمع کرنا چاہتے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے تو آپ انکو بلا لاتے آپ فقر و فاقہ پر صابر اور اغنیا کی صحبت سے محترز فقیہ مفتی قائم اللیل اور صائم النہار تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی امارت کے متولی ہوئے، ایک دفعہ پشت پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے تھے، کہ لوگوں کو کہا امیر کو راستہ دو، آپکے متعلق روایت ہے، کہ حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے کھانا کھاتے، مگر لڑائی بھڑائی سے الگ رہتے کسی نے اس کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا، الصلوٰۃ خلف علی افضل و سماط معاویہ ادسم و ترک القتال اسلم ۱۲ کذا قال امام یافعی رحمہ اللہ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

ابن حبان۔ کنیت انکی ابو حاتم اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے، اور نسب ان کا یزید بن مناق بن تمیم کو پہنچتا ہے، اس لئے آپ تمیمی ہیں، اور آپ کو بستی بھی کہتے ہیں، کیونکہ سیستان کے علاقہ شہر بست میں رہتے تھے، آپ امام نسائی کے شاگرد ہیں، خراسان سے مصر تک سیر کرکے ہر عالم سے فیض حاصل کیا، سوائے علم حدیث کے دوسرے علوم فقہ، لغت اور طب اور نجوم بھی اچھا جانتے تھے، حاکم نے آپ سے علم حاصل کیا، اور شاگردی کی۔

ف۔ جاننا چاہئے، کہ ابن حبان کو ابتلا پیش آیا، کہ انہوں نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے "اَلنُّبُوَّةُ اَلْعِلْمُ وَالْعَمَلُ" یعنی نبوت علم اور عمل ہے، لوگوں نے آپ کے اس حرف پر انکار کرکے آپ کو زندقہ سے نسبت دی اور ان سے روایت حدیث اور ملاقات کو ترک کیا، جب خلیفہ وقت تک یہ معاملہ پہنچا، اس نے بغیر تحقیق قتل کا حکم دیا، یہاں تک کہ بعض محدثین ثقات نے ان کے حق میں کہا ہے کہ یہ نفس فلسفی ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ کلام اس کا حق ہے چنداں دور نہیں، وفات انکی بروز جمعہ ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو ہوئی، انکی تصانیف بہت ہیں، از انجملہ تاریخ ثقات مسند اول ہے جس سے نقل لاتے ہیں اور کتاب الضعفاء بھی متداول ہے، و کتاب مناقب مالک و مناقب شافعی رحمۃ اللہ علیہما اور انواع العلوم اور کتاب ہدایہ الی علم السنن وغیرہ وغیرہ ہیں، (البستان المحدثین صہ ۳۹)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ خالی رہے گی زمین تیس اولیاء اللہ سے مثل ابراہیم خلیل الرحمن کے ان کے ذریعے فریاد کو پہنچتے ہو، اور انہیں کی برکت سے رزق اور مینہ دیئے جاتے ہو، روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی تاریخ ثقات میں۔

چھٹا باب

ابدال کی خاصیتوں کے بیان میں

حدیث (۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خِیَارُ اُمَّتِیْ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَةٍ وَالْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ فَلَا الْخَمْسُمِائَةِ یَنْقُصُوْنَ وَلَا الْاَرْبَعُوْنَ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مِنَ الْخَمْسِمِائَةِ مَکَانَهٗ وَاَدْخَلَ فِی الْاَرْبَعِیْنَ مَکَانَهٗ یَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَهُمْ وَیُحْسِنُوْنَ اِلٰی مَنْ اَسَآءَ اِلَیْهِمْ وَیَتَوَاسَوْنَ فِیْمَا اٰتَاهُمُ اللّٰہُ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۷۰۰، زرقانی ص ۲۹۵، مظاہر حق صفحہ ۲۲۹ جلد ۴)

ابن عمر[1] آپ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما قرشی عدوی ہیں اپنے باپ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بحالت صغر سنی اسلام لائے آپ بڑے پرہیزگار صاحب علم او زہد اور بڑے محتاط تھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جو دنیا کی طرف مائل نہ ہوا ہو اور دنیا اس کی طرف مائل نہ ہوئی ہو، سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ پرہیزگار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی کو نہیں دیکھا اور نافع فرماتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا حتیٰ کہ ایک ہزار یا زیادہ غلاموں کو آزاد نہیں کر لیا، آپ وحی سے قبل ایک سال پیدا ہوئے اور بعد قتل ابن زبیر کے تین ماہ کو ۷۳ھ میں انتقال فرمایا، اور آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے (حرم سے باہر) حل میں دفن کرنا، مگر حجاج (ظالم) کی وجہ سے یہ وصیت پوری نہ ہو سکی، اور ذی طوی مقبرہ مہاجرین میں دفن کئے گئے آپ کی عمر ۸۴ یا ۸۶ سال تھی، اور آپ سے خلق کثیر نے روایت کی ہے اور آپ سے ایک ہزار چھ سو تیس[۲] احادیث مروی ہیں امام بخاری نے اکیاسی اور امام مسلم نے اکتیس[۲] فرداً فرداً بیان کی ہیں، اکمال مع حواشی عنہ[۲] مجتبائی،

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین امت سے ہر قرن میں پانسو آدمی ہیں، اور چالیس ابدال کبھی ان سے کم نہیں ہوتے جب ابدال سے کوئی مرتا ہے، تو پانسو سے ایک ابدال میں بھرتی ہوتا ہے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کے اعمال بتایئے، فرمایا، جو ان پر ظلم کرے اس کو معاف کرتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ برائی کرے اس سے احسان کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں ایک دوسرے کی یاری اور مدد کرتے ہیں، روایت کیا، اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں (مرفوعاً) [سید جلیل ص۱۱۳] اور زرقانی میں۔

حدیث (۲۶) وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ فَھُوَ مِنَ الْاَبْدَالِ اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ وَالصَّبْرُ مِنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ وَالْغَضَبُ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ،

معاذ بن انس جہنی مصری ہیں (۲) معاذ بن جبل انصاری خزرجی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ

---

[1] مقدمہ ہدایہ میں ہے، کہ آپ ۶۰ سال لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے، ایک اور روایت ہے، کہ عبدالملک نے جب حجاج کو لکھا کہ آپ کی مخالفت نہ کرے اس کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس نے ایک آدمی کے ہاتھ ایک زہریلا نیزہ دیا، جو آپ کے قدم پر چبھو یا گیا، جس سے آپ کئی روز تک بیمار رہے اور انتقال فرمایا، اور ذی طوی مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے ابن خلکان ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

ہے، آپ ان ستر صحابہ کرام سے ہیں، جو عقبہ ثانیہ میں تھے، آپ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو شام کا عامل بنایا، ۱۸ھ میں ۳۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، (۳) معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی ہیں آپ کا انتقال خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ (۴) معاذ حارث بن رفاعہ انصاری ہیں، آپ جنگ بدر کے دن زخمی ہوئے، اور مدینہ منورہ میں اسی زخم کی وجہ سے انتقال فرمایا، بقول بعض وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے، (اکمال فی اسماء الرجال مجتبائی صفحہ ۳۲)

ترجمہ:۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین چیزیں جس میں ہوں، وُہ ابدال (کے گروہ) سے ہے، (۱) رضا بقضاء (۲) محرمات الٰہی سے صبر (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات میں (اسی کے لئے) غصہ، روایت کیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں۔

ف:۔ اس حدیث میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام نقل نہیں کیا، کہ وُہ کون ہیں، کیونکہ اس نام کے کئی صحابی ہیں۔

حدیث (۲۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یُقَالُ لَھُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ یَبْلُغُوْا مَا بَلَغُوْا بِکَثْرَۃِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ وَالتَّخَشُّعِ وَحُسْنِ الْحِلْیَۃِ وَلٰکِنْ بَلَغُوْا بِصِدْقِ الْوَرَعِ وَحُسْنِ النِّیَّۃِ وَسَلَامَۃِ الصُّدُوْرِ وَالرَّحْمَۃِ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ اِصْطَفَاھُمُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ وَاسْتَخْلَصَھُمْ لِنَفْسِہٖ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا عَلٰی مِثْلِ قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ لَا یَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ قَدْ اَنْشَاَ مَنْ یَّخْلُفُہٗ۔ (رَوَاہُ فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ)

ترجمہ:۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، جن کو ابدال کہتے ہیں، وُہ اس مرتبہ پر کثرت نمازوں اور روزوں اور خشوع سے نہیں پہنچے، لیکن وہ صدق ورع اور نیک نیتی، اور سلامتی صدور اور رحمت سے پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ کیا، اپنے علم سے اور خاص کر لیا اپنے نفس کے لئے، اور وُہ چالیس آدمی ہیں، ان میں سے کسی کا انتقال نہیں ہوتا، حتٰی کہ اللہ تعالےٰ اس کا خلیفہ پیدا نہیں فرما لیتا، روایت کیا اس حدیث کو کتاب روض الریاحین صفحہ (۸) مطبوعہ مصر میں)

حدیث (۲۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُوْنُ اِخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِیْفَۃٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ھَارِبًا اِلٰی مَکَّۃَ فَیَاْتِیْہِ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِ مَکَّۃَ فَیُخْرِجُوْنَہٗ وَھُوَ کَارِہٌ فَیُبَایِعُوْنَہٗ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَیُبْعَثُ اِلَیْہِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَیُخْسَفُ بِھِمْ بِالْبَیْدَاءِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَاِذَا رَاَی النَّاسُ ذٰلِکَ اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ ثُمَّ یَنْشَاُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اَخْوَالُہٗ کَلْبٌ فَیَبْعَثُ اِلَیْھِمْ بَعْثًا فَیَظْھَرُوْنَ عَلَیْھِمْ وَذٰلِکَ بَعْثُ کَلْبٍ وَیَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ نَبِیِّھِمْ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِہٖ فِی الْاَرْضِ فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

اُمِّ سلمہ - ام المؤمنین ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پیشتر ابی سلمہ کے پاس تھیں جب ۳ھ یا ۴ھ میں وہ فوت ہوگئے، تو اسی سال میں (کہ ماہ شوال سے کچھ رات باقی تہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکاح میں لائے، اور چوراسی سال کی عمر میں ۵۹ھ کو انتقال فرمایا، اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں تفریح الاذکیا میں بحوالہ تیسیر الوصول لکھا ہے کہ حضرت عمر[1] رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ کے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ و والہ وسلم کا خطاب (پیغام نکاح) لائے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لیکن میں عورت بوڑہی ہوں اور لڑکے یتیم رکھتی ہوں، اور میرے مزاج میں غیرت بھی بہت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتیں بہت جمع کرتے ہیں اور میرے اولیا حاضر نہیں یہ حال سنکر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ میں عمر...... میں تجھ سے زیادہ ہوں، اور خدا اور رسول یتیموں کا کفیل ہے، اور میں دعا کرونگا تو غیرت کو اللہ تعالیٰ دفع کریگا اور موجودگی اولیا ضرور نہیں کوئی ایسا نہیں جو میرے باب میں انکار کرے، تب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عمر کو کہا میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کردے اُس نے نکاح کر دیا، تو حضرت

[1] مقدمہ ہدایہ میں ہے، کہ نسائی نے بسند صحیح بیان کیا ہے، آپ فرماتی ہیں، کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ لائے، تو میں نے اُسے قبول کرلیا، آپ صفت جمال بارع اور عقل بالغ اور رائے صائب سے موصوف تھیں، آپ بقول واقدی ۵۹ھ اور بقول حافظ (حدیث) ابو نعیم ۶۲ھ اور بقول ابن حبان اواخر ۶۱ھ میں فوت ہوئیں، اور بقول ابن حجر در اصابہ ۶۱ھ ہے، اور مسک الختام شرح بلوغ المرام میں جو آپ کا انتقال ۵۲ھ لکھا ہے، وہ صحیح نہیں ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے گھر لائے، کیونکہ وہ گھر ان کی وفات کی وجہ سے خالی تھا، پہلے شوہر سلمہ رضی اللہ عنہ سے آپ کے چار بچے، عمر، سلمہ، زینب، درہ پیدا ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، مرویات آپ کی کتب حدیث میں تین سو چوہتر ہیں ازانجملہ متفق علیہ تیرہ اور فرد بخاری تین حدیثیں اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابوں میں ہیں (کذا فی روضۃ الاحباب) وفات آپ کی مواہب اللدنیہ میں ۵۹ھ میں اور بہجۃ المحافل میں ۶۲ھ لکھی ہے اور نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھی، اور بروایت مشہور آخرین ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات میں آپ ہیں، مگر بعضے میمونہ رضی اللہ عنہا کو قرار دیتے ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ (تفریح الاذکیا صفحہ ۳۵۱ و اکمال صفحہ ۱۵)

خلیفۃ - جانشین ولیعہد، اس حدیث میں خلیفہ سے مراد وہ شخص ہے، جو آخر زمانہ میں ہوگا اس کی خلافت حکمی ہے اگر وہ حکومت سلطانی ہے۔ (مظاہر حق)

رجل سے مراد امام مہدی ہونگے، کیونکہ امام ابو داؤد اس حدیث کو باب المہدی میں لائے ہیں۔

مدینۃ سے مراد مدینہ مطہرہ زادہا اللہ تشریفا وتکریما ہے، یا وہ شہر جس میں خلیفہ ہو۔

رکن ستون، کھنبہ، جانب، قوی جند اعظم خویش واقربا، رشتہ دار، دیوار کا گوشہ۔

مقام وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی (فیروزی) یہاں حجر اسود ومقام ابراہیم مراد ہے

بعث برانگیختہ کرنا، اٹھانا، روانہ کرنا، نیند سے جگانا، پراگندہ کرنا، اور قیامت سے بھی مراد ہے اور اس حدیث میں مراد لشکر ہے، جو شام سے آئیگا، (مظاہر حق وفیروزی)

بیدا - لغت میں بمعنے جنگل اور زمین ہموار کے ہے ایک جگہ کا نام ہے، اور اس جگہ مراد لشکر سفیانی کا ہے، اور یہ قتال فتنہ امارت سفیانی کا ہے، جو امام مہدی کے خروج کی علامات سے ہے، اس باب میں بہت حدیثیں قریب تواتر کے وارد ہوئی ہیں، ازانجملہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ فرمایا سفیانی اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی سے ہے ایک مرد گراں سر چیچک رو کلنہ سفید آنکھ میں جو جانب دمشق سے نکلے گا، اور اس کے اکثر تابعین بنی کلب ہونگے، اور وہ لوگوں کو بہت مارنے والا ہوگا حتی کہ عورتوں کے پیٹ شق کرکے بچوں کو مار ڈالے گا، اور جب خبر حضرت مہدی کی سنے گا، ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجیگا، پھر وہ لشکر شکست پا دیگا، بعد ازاں وہ خود ہمراہ لشکر جنگ کے واسطے دوڑیگا موضع بیدا میں اور مع لشکر زمین میں دھس جائیگا، اور ان میں کوئی بچ نہ سکے گا، مگر وہ شخص جو یہ خبر امام مہدی کو پہنچائیگا۔ (مظاہر حق)

اخوال جمع خال بمعنے ماموں کلب عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

جِران آگا گردن اونٹ کا جائے ذبح سے تا جگہ نحر اس کی کے کہ بیٹھنے اور قرار پکڑنے کے وقت اس کو زمین پر رکھتا ہے، اور یہاں کنایہ ہے اسلام کے قرار پکڑنے سے کہ ہرج مرج درمیان سے اُٹھ جائے اور جنگ و جدال کے نشان نہ رہیں اور دین و اسلام اور احکام سنت و جماعت کے قرار پاویں اور استقامت پکڑیں، اور آپس میں کچھ اختلاف نہ رہے۔

ابو داؤد صحاح ستہ سے ایک کتاب کا نام ہے، اس میں ایک ہزار چھ سو احادیث ہیں، اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ (۱) لؤلؤی جو ابو علی محمد بن احمد بن عمر لولوی کی طرف منسوب ہے (۲) ابن داسہ جو ابو بکر بن محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ تمار مصری کا ہے (۳) ابن الاعرابی کا جو ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی کے مرویات سے ہے۔ روایت لؤلؤی مشرق میں مشہور ہے اور روایت ابن داسہ کا بلاد مغرب میں بہت رواج ہے اور یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے قریب ہیں، ان میں اگر اختلاف ہے، تو تقدیم تاخیر میں ہے، کمی بیشی میں نہیں بخلاف روایت ابن اعرابی کے کہ ان دونوں سے اس میں نقصان بین ہے اور نام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی ہے، یہ نسبت ملک سیستان سے ہے، جو سندھ اور ہرات کے درمیان متصل قندھار مشہور ملک ہے، اور شہر چشت کہ مکان بزرگان چشتیہ ہے اسی ملک میں واقعہ ہے اور اہل عرب اسی ملک کی نسبت میں کبھی سنجری بھی کہتے ہیں مشہور مؤرخ ابن خلکان نے باوجود کمال تاریخ دانی اور تصحیح انساب اور نسب کے اس نسبت میں غلطی کھا کر کہا ہے کہ سجستان یا سجستانہ ایک گاؤں ہے بصرے کے شہروں سے شیخ تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ یہ وہم ہے، درست وہ ہے جو اوپر بیان ہوا، لغات فیروزی میں اس کی اور تشریح اس طرح ہے، کہ سیستان ایران کی شرقی حد پر افغانستان کے متصل واقع ہے اسے نیمروز اور زابلستان بھی کہتے ہیں رستم کا یہی وطن تھا، پیدائش ابو داؤد کی ۲۰۲ھ میں ہوئی ہے، آپ اپنے وطن سے طلب علم اور حدیث کے لئے نکلے اور بہت جگہ پھرے اور بڑے بڑے علما اور مجتہدین عراق خراسان، شام، مصر اور جزیرے کی حدیث سنی اور اجازت لی، آپ شاگرد امام احمد حنبل اور ابو الولید طیالسی کے ہیں، اور بہت سے علما مثل مسلم بن ابراہیم اور سلیمان بن حرب اور یحیٰی بن معین وغیرہم سے سماع اور روایت رکھتے ہیں، اور ترمذی اور نسائی وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ کے تمام شاگردوں سے چار سر آمد محدثین ہو گئے، (۱) آپ کا بیٹا ابو بکر (۲) لؤلؤی (۳) ابن الاعرابی (۴) ابن داسہ جن کا اوپر ذکر ہوا، موسیٰ بن ہارون جو ابو داؤد کے زمانے کے ایک بزرگ ہیں، انہوں نے ان کے حق میں کہا ہے

کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور ابوداؤد اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے ملک مصر میں ایک خیار دراز (لکڑی کھیرا) دیکھا اس کو ناپا، تو وہ تیرہ بالشت تھا اور اسی طرح ایک ترنج دیکھا جس کو دو ٹکڑے کر کے اونٹ پر لادا ہوا تھا، اور وہ دونقاروں کلاں کی طرح اونٹ پر نظر آتے تھے، آپ نے بغداد شریف میں قیام فرما کر اپنی کتاب تصنیف کی، بعد فراغت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی، آپ نے بہت پسند کی، آپ سے منقول ہے، کہ میں نے پانچ لاکھ حدیثیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمار سے لکھیں اور ان حدیثوں سے آٹھ ہزار چھ سو حدیثیں نکال کر اس کتاب میں لکھیں، کہ بہت صحیح ہیں اور ان سب حدیثوں کی جگہ چار کفایت کرتی ہیں، گویا سب باتیں شریعت اور دین کی مجملا چار حدیثوں میں آجاتی ہیں (۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی نہیں سنورتے عمل مگر ساتھ نیتوں کے (۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی ترک لایعنی میں ہے (۳) لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتّٰی یَرْضٰی لِاَخِیْہِ مَا یَرْضٰی لِنَفْسِہٖ یعنی مومن کامل اس وقت ہوتا ہے، جب اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو دوست رکھے جو اپنے لئے رکھتا ہے، اور جس کو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا، وہ دوسرے کے لئے بھی ناخوش رکھے (۴) اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَہُمَا الخ یعنی حلال ظاہر اور حرام ظاہر ہے، اور شبہ والی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین کو پاک (کامل) کر لیا امام ابوداؤد کا یہ کہنا، کہ عقلمند کے لئے یہ چار حدیثیں کفایت ہیں، اس کا مطلب یہ ہے، کہ بعد معرفت قواعد کلیہ شریعت اور اس کے مشہور کے، کیونکہ عبادات کی درستی میں حدیث اول کافی ہے، اور اقارب وہمسایہ کے حقوق کی رعایت میں دوسری حدیث، اور عمر عزیز کے اوقات کے محافظات میں تیسری حدیث اور شک اور تردد کے رفع کرنے میں کہ بسبب اختلاف علما یا دلائل کے رونما ہو، چوتھی حدیث کافی ووافی ہے، عاقل کے لئے یہ حدیثیں حکم پیر اور استاد دونوں کا رکھتی ہیں، ابوبکر خلال نے ان کی شان میں کہا ہے، کہ ابوداؤد پیشوا تھے، اپنے زمانہ میں اور منصف اور متقی تھے، اور فن حدیث میں خوب بصارت اور مہارت رکھتے تھے، اور حق حدیث میں ان کی کتاب بہت خوب ہے، اور اس کی مثل بعد مسلم اور بخاری کے کوئی کتاب فن حدیث میں نہیں لکھی گئی، ابراہیم عربی کہ اس زمانہ کے عمدہ محدثین سے تھے، سنن ابوداؤد کو دیکھ کر فرمایا، کہ ابوداؤد کے لئے حدیث اس طرح نرم کی گئی جس طرح داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا گیا تھا، آپ کے مذہب میں اختلاف ہے، بعض نے شافعی اور بعض نے حنبلی بتایا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے، کہ ان کو شیخ ابو اسحاق شیرازی نے طبقات فقہا امام احمد حنبل میں شمار کیا ہے، وفات آپ کی سولہ شوال ۲۷۵ھ ہجرت مقدس النبوی میں ہوئی، اور آپ کی عمر تہتر سال تھی، اور بصرہ میں آپ مدفون ہوئے، (بستان المحدثین مع تغیر یسیر و مدیة الدرایہ و مظاہر حق)

ترجمہ:۔ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے فرمایا واقع ہوگا، اختلاف نزدیک مرنے خلیفہ کے پس نکلے گا، ایک شخص اہل مدینہ میں سے درحالیکہ بھاگنے والا اور جانے والا ہوگا، طرف مکہ کے **ف** اس لئے کہ وہ جائے امن ہے، ہر اس شخص کی کہ پناہ پکڑے ساتھ اس کے اور عبادت گاہ ہے، ہر شخص کا پس آویں گے اس کے پاس لوگ اہل مکہ سے یعنے بعد ظاہر ہونے امر ان کے کے اور پہچاننے قدر ان کی کے پس نکالینگے ان کو یعنی گھر ان کے سے اور امام پکڑیں گے، ان کو بخواہش و الحاح حالانکہ ناراض ہونگے، امامت سے بخوف فتنے کے، پس بیعت کرینگے، لوگ ان سے درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے اور بھیجا جاویگا، طرف اس شخص کے ایک لشکر شام سے یعنی بادشاہ کہ اس وقت میں شام میں ہوگا، ایک لشکر واسطے جنگ و قتال امام مہدی کے بھیجیگا پس دھسایا جاویگا وہ لشکر بیدا میں کہ نام ایک جگہ کا ہے، درمیان مکہ اور مدینہ کے پس جب دیکھینگے اور جانیں گے لوگ یہ حال اور سنینگے خبر ہلاک ہونے سفیانی کی آوینگے، مہدی کے پاس ابدال ولایت شام سے اور جماعتیں اہل عراق سے پس بیعت کرینگے، وہ مہدی علیہ السلام سے پھر ظاہر ہوگا ایک مرد اور قریش سے مخالف مہدی کا ماموں اس کے یعنی ننھیال اس کی قبیلہ کلب سے ہونگے، کہ ایک مشہور قبیلہ ہے عرب سے اور دحیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے، پس بھیجے گا وہ مرد بھی طرف مہدی علیہ السلام کے اور تابعوں ان کے کے ایک لشکر اور مدد ڈھونڈھیگا ننھیال اپنی سے کہ بنی کلب ہیں، پس غالب آوینگے، مہدی علیہ السلام اور تابع ان کے، اس لشکر پر اور یہ مذکور فتنہ لشکر کلب کا ہے کہ یہ بھی علامت خروج مہدی سے ہے، اور امام مہدی لوگوں میں موافق سنت اور روش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کے کارکرینگے، کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور ڈالیگا دین مسلمانی گردن اپنی زمین پر **ف** یعنی ثبات و قرار با دیگا، جیسے اونٹ جب بیٹھتا ہے اور آرام پکڑتا ہے، تو پھیلا دیتا ہے، گردن اپنی پس ٹھیرینگے امام مہدی سات برس پھر دفات کئے جاوینگے وہ اور نماز پڑھینگے، ان پر مسلمان نقل کی یہ[1] ابو داؤد ص ۲۳۲ نے (**ف**) جاننا چاہیئے، کہ بہت لوگوں نے

نولکشوری ۱۲۹۲ھ

[1] مختصر تذکرہ قرطبی بعبدالوہاب شعرانی صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ مصر ۱۲ -

دعویٰ کیا ہے، کہ ہم مہدی ہیں، حالانکہ وہ باطل ہے، اور جمع ہو گئی ان پر ایک جماعت اوباشوں کی اور شہروں میں فساد کا ارادہ کیا، اور مارے گئے پس راحت پائی ان سے شہروں نے اور ایک جماعت پیدا ہوئی ہند میں مشہور ساتھ مہدویہ کے کہ نہایت جاہل تھے، اعتقاد ان کا یہ تھا کہ مہدی موعود ہمارا شیخ تھا، کہ ظاہر ہوا اور مر گیا، اور دفن کیا گیا، بعضے شہروں میں خراسان کے اور ان کی گمراہیوں میں یہ بھی تھی، کہ اعتقاد کرتے تھے، کہ جو اس عقیدہ پر نہ ہو وہ کافر ہے، چنانچہ مکے کے چاروں مذہب کے علماء نے فتویٰ دیا، کہ واجب ہے قتل ان کا، ان امراء پر کہ قادر ہوں ان کے قتل پر اور ایسا ہی اعتقاد فاسد ہے، شیعہ کا، کہ مہدی موعود محمد بن حسن عسکری ہیں، اور وہ مرے نہیں، بلکہ چھپ گئے ہیں لوگوں کی نظروں سے، اور وہ امام زمان ہیں، ظاہر ہوں گے اپنے وقت میں اور حکم کریں گے، انہی سرداری میں انتہی اور یہ قول اور اعتقاد بھی مردود ہے، نزدیک اہل سنت وجماعت کے، اور دلیلیں اُن کی رد کی بھری ہوئی ہیں، علم کلام کی کتابوں میں اور تصریح ہے کتاب عروۃ الوثقیٰ میں، کہ انہوں نے انتقال کیا ہے، (مظاہر حق جلد چہارم صـ۳۵۳ باب شراط الساعۃ بطبع اصح المطابع لکھنؤ)

ف ملک پنجاب میں بھی ایک شخص مرزا غلام احمد ابن گھسیٹی (چراغ بی بی) نے دعویٰ مہدی اور مسیح موعود و مجدد و کرشن وغیرہ کا کیا، حالانکہ وہ اپنے دعوے میں کذاب[1] اور بطال ہے، جیسا کہ علمائے عرب و عجم کے فتوی سے اس کا کذب اور کفر ظاہر ہے، اس کے متبعین کا عقیدہ ہے کہ جو اس کو نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں، لہٰذا اس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں، اور نہ ایسوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے،

ساتواں باب

ابدال کے صفات میں

حدیث (۲۹) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ

[1] نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے جیسے جاننے والے جانتے ہیں۔ سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال مدینہ منورہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوا، اور وہیں آپ دفن ہوئے، وہاں اب بھی بحالت حیات النبی آرام فرما ہیں مگر مرزا غلام احمد علیہ ما یستحقہ کا ہو مرا بعد پاخانہ بیماری خود جالندھر قادیان لیجا کر دفن کیا گیا، لہٰذا اپنے دعوی میں کاذب ہے، (۲) انبیاء علیہم السلام کے سارے نام مثلاً آدم، شیث، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین وغیرہ ہم مفرد ہیں مگر مرزا صاحب کا نام غلام احمد مرکب ہے، لہٰذا کاذب ہے (۳) نبی جس نام کے ساتھ موسوم ہوتے ہیں، اس نام کا پہلے کوئی شخص نہیں ہوتا، تاکہ التباس واقع نہ ہو جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۰

بدلاء اُمّتی لم یدخلوا الجنّۃ بکثرۃ صومٍ ولاصلوۃٍ ولٰکن دخلوھا برحمۃ اللّٰہ
وسلامۃ الصُّدُورِ وسخاوۃِ الانفسِ والرّحمۃ لجمیعِ المسلمین رواہ الحکیم فی النوادر
حسن، سرسالار وپیشوا خانوادہ چشت اہل بہشت حضرت امام الاولیا خواجہ حسن بصری کنیت
آپ کی ابو محمد وابو سعید لقب حسن لولو بن ابی الحسن، آپ کا نسب پدری بقول سیر الاقطاب موسیٰ راعی
ابن خواجہ اویس قرنی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے، مگر طبقات حسامیہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام
یسار تھا، جو بقول جواہر مودودی فتوحات عراق میں گرفتار ہو کر آئے تھے، اور زید بن ثابت کے غلام
ہوئے تھے جن کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں سلمان کیا تھا حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس رہ گئے تھے کہ آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کی تحنیک کی یعنی خرما تر کا چبا کر آپ کے تالو میں
لگایا، اور فرمایا آپ کا نام حسن رکھو کہ یہ خوبصورت ہے، اور نیکو رو ہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کی
بیعت اور خرقہ ارادت حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے آپ نے حاصل کیا ہے، حضرت مولانا فخر الدین
فخر جہاں دہلوی اپنے رسالہ فخر الحسن میں آپ کی ملاقات وسماع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت کرتے
ہیں، اور ارقام فرماتے ہیں، چونکہ چند اصحاب اہل حدیث برخلاف تھے، اس لئے انہیں کی کتابوں سے
تتبع کیا، تو صحیح ان سے اور نیز جنہوں نے ان سے استفادہ کیا، ملاقات کرنا وسننا موصول ومقبول
موافق اصول علماء کے پایا بدیں طور کہ آپ کی پیدائش جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت
میں دو برس باقی رہ گئے تھے ۲۱ھ ہجری میں بالاتفاق محدثین مدینہ منورہ میں ہوئی پھر اس وقت
سے چودہ برس کئی ماہ تک حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی کی شہادت تک آپ مدینہ منورہ میں رہے، جیسا کہ
جامع الاصول جزری اور الکمال اور تہذیب حافظ جمال الدین مزی اور تہذیب التہذیب ذہبی میں ہے کہ
شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی، بعد اس شہادت کے آپ بصرہ میں
تشریف لائے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے زمانہ صغر سنی سے لیکر چودہ برس تک مدینہ منورہ
ہی میں رہے، اور جب لوگوں نے آپ سے بیعت خلافت کی اس وقت بھی آپ موجود تھے، بلکہ اس کے
بعد بھی چار یا پانچ ماہ آپ کا رہنا پایا جاتا ہے، احیاء العلوم میں ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کی
مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت تمام واعظین کو مسجد سے نکال کر فرمایا، کہ میری مجلس میں بیان نہ
کیا کریں، لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت وعظ فرما رہے تھے منع نہیں کیا، آپ نے
ستر بدری اور تین سو صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ سے جو اس وقت موجود تھے، دیکھا اور فیض پایا، اس سے

معلوم ہوا، کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں تھے آپ بھی وہاں تھے، کہ جو زمانہ مدینہ منورہ کے بعد کا ہے، اور واضح ہو، کہ سن تمیز کا سماع صحیح ومقبول ہے عام اس سے کہ سننے والا حد بلوغ کو پہنچا ہو یا نہیں، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے اتمام الدرایہ میں سن تحمل کا اور اس کا وقت تمیز بہ نسبت سماع کے سات برس کے سن کا قرار دیا ہے (کذا فی اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ صـ۱۵ ملحق برسائل عشرہ مطبوعہ لاہور) -

باوجود ان واقعات کے کیونکر کہا جائے، کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا اور نہ ان سے ملاقی ہوئے اور نہ کچھ سنا، حالانکہ آپ چودہ برس تک مدینہ منورہ میں موجودگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور نماز پنجگانہ آپ کے ساتھ پڑھتے رہے، حضرت شیر خدا کا قاعدہ مستمرہ تھا، کہ امہات المؤمنین کی زیارت کو جایا کرتے تھے، ان میں حضرت ام سلمہ بھی تھیں، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور انکی والدہ ماجدہ خیرہ ہر وقت ان کے گھر میں رہتی تھیں، اور آپ پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نہایت شفقت تھی، بلکہ آپ کی گود میں تربیت حاصل کی جب کبھی آپ کی والدہ کسی کام میں ہوتیں، اور آپ دودھ کے لئے گریہ کرتے، تو حضرت موصوفہ جوش محبت میں اپنی چھاتی مبارک آپ کے منہ میں دیتیں، اس وقت فرط محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی قدرت سے چند قطرات شیر نکل آئے جس کے نوش جان فرمانے سے چند ہزار برکات و کرامات آپ کی ذات میں پیدا ہوئیں، (شائقین تذکرۃ الاولیاء، سیر الاقطاب وغیرہ ملاحظہ فرما کر حظ وافر اٹھائیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو صحابہ کرام کے پاس لے جاتیں، اور اصحاب آپ کو دعا فرماتے ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئیں، تو آپ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ۔ یا اللہ اس کو دین کا عالم بنا اور لوگوں میں محبوب رکھ اجابت کا یہ اثر کہ آپ مقتدائے اہل حق ہوئے، اور آپ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرنا رسالہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب سے ملاحظہ کیا جائے، تذکرۃ الاولیاء صـ۲۱ طبع لاہور ۱۳۳۰ھ میں ہے کہ حضرت علی بصرہ میں تشریف لائے اور رباب الطشت میں آپ کو طہارت صوری و معنوی سکھائی، آپ ریاضت ومجاہدہ میں سعی بلیغ فرماتے چنانچہ تین یا پانچ یا چھ روز میں روزہ بمتابعت سنت افطار کرتے، ستر سال تک بغیر ضرورت آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا، آپ میں کمال درجہ کی کسر نفسی اور شکستگی تھی، کہ تمام مخلوق کو اپنے سے بہتر دیکھتے اور جانتے، آپ کا جذب قلوب اس درجہ تھا، کہ اگر کوئی فاسق وفاجر بھی ایک دفعہ آپ کی محفل میں آجاتا، تائب ہوئے بغیر نہ جاتا۔

تذکرۃ الاولیاء صـ۲۲ میں ہے کہ ابو عمر حافظ کلام مجید تھے، ایک بے ریش خوبرو لڑکا آپ کے پاس تعلیم قرآن کریم کیلئے حاضر ہوا، آپ کی نظر خیانت اس لڑکے پر جو پڑی سارا تمام قرآن مجید الحمد تا والناس

فراموش ہوگیا، وُہ سخت بیقرار ہو کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوُا، آپ نے فرمایا، بعد فراغت حج مسجد خیف میں جاؤ، وہاں دو بزرگ محراب میں دیکھو گے، کچھ وقت انتظار کرکے جب خلوت پاؤ، تو اُن کو دعا کے واسطے کہو، چنانچہ آپ گوشہ مسجد میں بیٹھ گئے، ایک بزرگ باہیبت کو دیکھا، کہ ان کے گرد اگرد مخلوق ہے، تھوڑے عرصہ میں ایک بزرگ سفید لباس پاکیزہ رو تشریف لائے سب نے انکو سلام کیا، اور کچھ بات چیت کرکے وُہ بزرگ چلے گئے، اور مخلوق بھی اُنکے ساتھ چلی گئی، اور وُہ بزرگ اکیلے رہ گئے، میں آگے بڑھا، اور اپنا حال زار سنا کر دعا کی استدعا کی، آپ نے غمناک ہو کر آسمان کو نگاہ اُٹھائی، اُسی وقت مجھے سب قرآن مجید یاد ہوگیا، میں خوشی سے انکے قدموں پر گر پڑا، اس بزرگ نے کہا، کہ تجھے میرا پتہ کس نے بتایا، عرض کیا، کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے، اس بزرگ نے کہا کہ اُنہوں نے ہمارے راز کو افشا کیا ہے، ہم اُنکے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں، اور فرمایا، کہ جو بزرگ سفید لباس والے بعد نماز ظہر تشریف لائے، اور سب بیشتر چلے گئے، اور ہم سب نے اُنکی تنظیم کی، وُہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی تھے، کہ ہر روز نماز ظہر بصرہ میں پڑھ کر اس جگہ ہمارے پاس آتے ہیں اور مجھ سے بات چیت کرکے عصر بصرہ میں جا پڑھتے ہیں، اور فرمایا جو شخص ایسا امام مثل حسن رضی اللہ عنہ پاوے وُہ مجھ سے کیوں دعا کراوے۔

ف:۔ اس ذکر خیر میں کیا لطف ہے، سبحان اللہ ترغیب بھی ہے ترہیب بھی ترہیب تو یہ کہ بے ریش لڑکوں کو بدنگاہ سے دیکھنے میں کس قدر نقصان کا خطرہ ہے، اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ روحی فداہ نے فرمایا ہے۔ اِتَّقُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الْمُلُوْكِ فَاِنَّ فِيْهِمْ شَهْوَةً كَشَهْوَةِ النِّسَآءِ۔ یعنی ابنا ملوک (خوبصورت لڑکوں) سے بچو پرہیز کرو، کیونکہ ان میں عورتوں کی طرح شہوت ہے، ترغیب یہ کہ اولیاء اللہ کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے کیا کیا طاقتیں عنایت فرمائی ہیں، ع

اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ان بزرگواروں کے دامن کو ہاتھ سے نہ دے، اور ان کی محبت وعظمت دل میں رکھے اور بد مذہبوں اور بے ادب گستاخوں اوباشوں کی صحبت سے پرہیز کرے، عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ۔ انہیں کے ذکر خیر کی وجہ سے رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وُہ رحمت ایسی کہ آدمی کو طہارت ونظافت صوری معنوی اسی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، ع

یک زمانہ صحبت با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یا اللہ صدقہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مجھے بھی انکی محبت حقیقی سے سرشار

وما لا مال کرامین و بہ نستعین ع

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ   لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

اقتباس الانوار میں ہے، کہ چار کس ارباب تصوف نے چار اماموں سے انتساب نسبت حاصل کیا (۱) حضرت حسن بصری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے (۲) حضرت ابراہیم ادہم نے امام باقر سے، (۳) حضرت بایزید نے امام جعفر صادق سے (۴) حضرت معروف کرخی نے امام علی رضا سے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری اور انس بن مالک اور ابن عباس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے خلق کثیر تابعین و تبع تابعین راوی ہیں آپ کی وفات غرہ ماہ رجب ۱۱۰ھ ۸۹ سال کی عمر میں ہوئی، اور بصرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی وفات کا مادہ تاریخ لفظ قطب سے نکلتا ہے آپ کا مزار شہر سے باہر تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور آپ مشہور چار پیر (چودہ خانوادہ) سے ایک ہیں (تحفۃ الابرار ۱۳۲۲ مرزا آفتاب بیگ دہلوی وغیرہ)

ترجمہ:۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اُمت کے ابدال کثرت نماز و روزوں سے بہشت میں داخل نہیں ہونگے لیکن اللہ کی رحمت اور سلامتی قلوب اور سخاوت نفس اور اہل اسلام کے ساتھ رحم کرنے سے جنت میں داخل ہونگے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول صفحہ میں۔

حدیث (۳۰) عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ مِنَ الْمَوَالِیْ وَلَا یُبْغِضُ الْمَوَالِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْکُنٰی

عطاء بن ابی رباح تابعی آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کے بال گھنگریالے رنگ سیاہ ہاتھ شل شدہ ناک بزرگ، آنکھ ایک تھی پھر نابینا ہو گئے، مگر انعامات خداوندی کہ اجل فقہا اور تابعی مکہ مکرمہ سے تھے، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایسی حالت میں انتقال فرمایا، کہ سب اہل زمین سے لوگوں کو پیارے تھے، امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، کہ علم کے (بیشتر) خزانے میں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں تقسیم فرماتا ہے اگر کسی کو علم کے لئے مخصوص فرماتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بہت لائق تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عطا بن ابی رباح حبشی تھے سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ میں نے سوائے عطا و طاؤس و مجاہد کے کسی اور کو علم رضائے الٰہی کے واسطے حاصل کرنے والا نہیں دیکھا اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۱۵ھ کو انتقال فرمایا، اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابوسعید وغیرہم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے سنا، اور آپ سے ایک جماعت راوی ہے۔

حاکم نام اور نسب آپ کا محمد بن عبداللہ بن محمد بن احمدویہ بن نعیم ضبی ہے اور آپ کو طہمانی بھی کہتے ہیں، کیونکہ آپ کے اجداد میں ایک شخص موسوم بہ طہمان تھا، آپ نیشاپوری ہیں، پیدائش آپ کی ۳۲۱ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی، بچپن میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، اور والدین نے اس میں ترغیب دلائی اور اہتمام اور تقید کیا، خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ بلاد اسلام میں پھر کر دو ہزار شیخ سے روایت حدیث کی، آپ کے والد نے امام مسلم کو دیکھا تھا، اور حاکم آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ قاضی بنائے گئے تھے، آپ کی وفات عجیب طور سے ہوئی، کہ ایک روز آپ حمام میں آئے اور غسل کر کے جب باہر تشریف لائے، ابھی صرف کمر میں تہبند ہی باندھا تھا کہ ایک آہ ماری اور جان خدا کے سپرد کر دی، یہ واقعہ صفر المظفر ۴۰۵ھ میں ہوا، بعد وفات کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا۔ فرمایا بوجہ کتابت حدیث میں نے نجات پائی، خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ ثقہ تھے، اور مائل بہ تشیع تھے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شیعہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت کے قائل تھے، کہ اسلاف کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب تھا، (اور یہ بدعت ہے، صحابہ کرام کی فضیلت بترتیب خلافت ہے، یہی مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کا ہے) واللہ اعلم بالصواب۔ کہتے ہیں کہ ان کے زمانہ اسلام کی بادشاہت میں چار شخص سرآمد محدثین تھے (۱) دارقطنی بغداد میں اور حاکم نیشاپور میں ابن مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں ان چاروں کے درمیان محققین اہل حدیث نے اس طرح حکم لگایا ہے کہ دارقطنی معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے، اور حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تمام تھا، اور ابن مندہ کثرت احادیث اور معرفت واسعہ میں فوقیت رکھتے تھے اور عبدالغنی معرفت اسباب میں متبحر زائد تھے، آپ کی تصانیف قریب ایک ہزار جزو کے پہنچتے ہیں، اور بقول ابن خلکان ایک ہزار پانصد تک ہیں، معرفت علم حدیث، تاریخ نیشاپور، مزکی الاخبار، کتاب المدخل کتاب الاکلیل، فضائل شافعی مشہور اور مفید خلائق ہیں، منجملہ صحیح حاکم بھی مشہور و معروف ہے اس کتاب میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے، ذہبی کہتے ہیں کہ اس کو میرے تلخیقات اور تعقبات کے بغیر نہیں دیکھنا چاہئے۔

کنیٰ اس کتاب کو ذہبی نے اختصار کر کے اس کا نام مقتنیٰ فی سرد الکنیٰ رکھا ہے، اور ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ قرطبی متوفی ۴۶۳ھ کی بھی کتاب ہے، اور امام مسلم اور نسائی نے بھی اسی نام سے کتاب بنائی ہے، جو سب سے بڑی کتاب اس فن میں ہے پھر حاکم کی (کشف الظنون)

مرسل۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو تابعی بغیر ذکر صحابی کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے ۔

موالی۔ جمع مولی، آزاد کرنے والا، مددگار، رفیق، صاحب، خداوند، آقا، سردار، آزاد کیا گیا تابع، ہمسایہ، چچا کا بیٹا، خسر، منعم، قسم کھانے والا، (نہایہ جزری معروف بابن الاثیر)

ترجمہ:۔ عطار سے نقل ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابدال موالی سے ہیں، اور موالی کو سوائے منافق کے کوئی دشمن نہیں رکھتا، روایت کیا اس کو حاکم نے کنی میں، (زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۹۷)

حدیث (۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يُدْرِكُوْهَا بِصَلٰوةٍ وَّلَا بِصَوْمٍ وَّلَا بِصَدَقَةٍ قَالَ فَبِمَ اَدْرَكُوْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ لِلْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ (اللَّدُنِّيَّةِ عَلٰى مِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّةِ)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری امت سے اوپر قلب ابراہیم علیہ السلام کے ہونگے زمین والوں سے انکی برکت سے اللہ تعالیٰ بلا دفع کرتا ہے، ان کو ابدال کہتے ہیں، اس درجہ کو انہوں نے نماز روزہ اور صدقہ سے حاصل نہیں کیا، عرض کیا گیا، ان کو یہ فضیلت کس چیز سے ملی، فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے، روایت کیا اس کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں (کذا فی المواہب صفحہ ۴۳ جلد اول)

حدیث (۱۴) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ الْاَوْتَادُ اَبْنَاءُ الْكُوْفَةِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ كَذَا فِي الزُّرْقَانِيِّ وَقَالَ اَيْ اَصْلُهُمْ لَا اَنَّهَا مَقَرُّهُمْ

کوفہ[1]۔ اس شہر کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں آباد کیا، اور بعض کا قول

---

[1] شرح مسلم امام نووی جلد اول صفحہ ۱۰۵ میں ہے، ہی البلدۃ المعروفۃ ودار العلم ومحل الفضلاء بناہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ قاموس میں ہے الکوفۃ مدینۃ العراق الکبری وقبۃ الاسلام ودار ہجرۃ المسلمین کانت منزل نوح علیہ السلام ۱۲ نصر المقلدین صفحہ ۱۹ ۱۲ منہ حفظہ ربہ ۱۲ ۔ [2] حب اہل کوفہ شرف ہے، اور ان کا بغض تلف ہے بقول عامر کوفہ راس عرب ہے، اور بقول عمر راس الاسلام رمح اللہ جمجمۃ العرب اور بقول سلمان رضی اللہ عنہ کوفہ قبۃ الاسلام ہے، لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ سوائے کوفہ کے کہیں مومن نہ ملیگا، اگر ہوگا، تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہوگا، بقول کلبی کوفہ میں ایک محلہ بنی شیطان ہے، یعنے وہاں کے لوگ شیطان کی پوجا کرتے تھے (وقال السید موسی ترک) فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۶ء ۔ ترجمہ عبد الرشید مولوی فاضل ابن مصنف کانپوری

ہے کہ وہ بصرہ کے بعد شہر بنایا گیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَھْلُ الْکُوْفَۃِ اَھْلُ اللّٰہِ یعنے کوفہ والے اہل اللہ ہیں اور وہ قبۂ اسلام ہے، اس کی برکت بارہ میل تک جاتی ہے اس میں کئی مساجد ہیں، ایک مسجد ہے جس میں ہزار نبیوں اور ہزار وصیوں نے نماز پڑھی ہیں اسی میں عصائے موسیٰ تھا، اور بھی اس کے بہت فضائل ہیں (معجم البلدان جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)

مصنف لغات فیروزی .. لکھتے ہیں، کہ عراق عرب کا شہر ہے جو اُب اُجڑ گیا ہے۔

ابن عساکر: ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی شافعی امام حافظ حدیث اکبیر محدث شام ہیں، آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی اور سماع حدیث ۵۰۵ھ کو شروع کیا، آپ کے شیوخ واساتذہ تیرہ سو مرد اور اسی عورتیں ہیں سمعانی فرماتے ہیں آپ حافظ ثقہ متدین، نیکوکار، علاّمہ عزیز الفضل اعلیٰ درجہ کے قاری تھے، اور اپنے معصرین سے اعلیٰ اور فائق ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے، آپ نے چالیس سال صف اوّل میں نماز ادا فرمائی، ہاں کسی عذر کے باعث کبھی ترک فرمائی ہو، آپ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے، اور ماہ رمضان شریف میں دن کو بھی ایک ختم کرتے اور منارہ شرقی میں اعتکاف فرماتے، آپ ذکر اور نماز سے شب بیدار رہتے خصوصًا شب عیدین میں آپ نے حصول علم کیلئے چالیس سال صرف کئے، اور اس قدر علم جمع کیا، جو اُن کے زمانے میں کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا، آپ فرمایا کرتے تھے، کہ اگر کوئی کہے کہ میرا مثل کوئی نہیں، تو درست ہے، چنانچہ ایک صاحب علم نے کہدیا، کہ میں نے ان کی مثل اور کسی کو نہیں دیکھا، آپ کو کسی نے کہا کہ یہ فخر بحکم لَاتُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ پ ۲۷ ع ۷ کے درست نہیں فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ پ ۳۰ ع ۱۸ اظہار نعمت خداوی اچھا کام ہے، آپ اپنے جیسا حافظ حدیث کسی دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے حفاظ کی ریاست آپ پر ختم ہوگئی آپ اپنے ہر لحظ کا جو گذرتا اس کا حساب کرتے۔ ف۔ ہاں ہاں ہر شخص کے لئے حکم ہے، حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ حساب کا دن آنے سے پہلے ہر ایک شخص کو حساب بیباک رکھنا چاہیئے، تاکہ اُس دن دقت نہ ہو، اسی لئے کہا گیا ہے، المفلس فی امان اللہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ میری اُمت کے غریب مسکین لوگ اغنیاء سے پہلے نصف دن (قیامت کا یعنی پانسو سال بہشت میں داخل کئے جائینگے، آپ بڑے فقیہ ادیب سنی المذہب تھے اور آپ کی تصانیف بکثرت ہیں، ان سے بعض یہ ہیں، تاریخ دمشق اسّی جلد۔ موافقات چھ جلد۔ اطراف الادبیہ چار جلد، عوالی مالک رحمۃ اللہ علیہ پچاس جزو۔ غرایب مالک دس جزو۔ معجم مجلدا مناقب الشبان ۱۵ جزو فضل اصحاب مدینہ مجلدا فضل الجمعہ چار جزو۔ اربعین طوال تین جزو۔

عوالی شعبہ مجلد۔ من وافق کنیتہ کنیۃ زوجتہ۔ الجواہر فی الابدال وغیرہ آپ سے آپ کے بیٹے قسم اور ابوجعفر قرطبی اور زین الامنار ابوالبرکات ابن عساکر اور ان کے بھائی شیخ فخر الدین اور برادر زادے عزیز الدین اور حافظ عبدالقادر رہاوی وغیرہ راوی ہیں، آپ کا انتقال ۱۱ رجب المرجب ۵۷۱ھ کو ہوا ہے، اور آپ کا روضہ مبارک باب صغیر میں زیارت کیا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ اوتاد ابنائے کوفہ سے ہیں روایت کیا اس کو ابن عساکر نے اسی طرح زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص ۲۶۶ تا ۲۹۹ میں ہے، اور کہا ہے کہ اصل ان کا کوفہ ہے نہ ٹھکانا ان کا۔

آٹھواں باب

اس امر میں کہ ابدال سابقون اور برگزیدگان اللہ تعالیٰ سے ہیں

حدیث (۴۴) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ خَوَاصَّ یُسْکِنُہُمُ الرَّفِیْعَ مِنَ الْجِنَانِ کَانُوْا اَعْقَلَ النَّاسِ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَکَیْفَ کَانُوْا اَعْقَلَ النَّاسِ قَالَ کَانَ ہِمَّتُہُمُ الْمُسَابَقَۃَ اِلٰی رَبِّہِمْ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُسَارَعَۃَ اِلٰی مَا یُرْضِیْہِ وَزَہِدُوْا فِی الدُّنْیَا وَفِیْ فُضُوْلِہَا وَفِیْ رِیَاسَتِہَا وَنَعِیْمِہَا فَہَانَتْ عَلَیْہِمْ فَصَبَرُوْا قَلِیْلًا وَاسْتَرَاحُوْا طَوِیْلًا (رَوَاہُ فِیْ رَوْضِ الرَّیَاحِیْنِ)

براء بن عازب، ابوعمارہ انصاری حارثی صحابی ہیں نزیل کوفہ تھے (شہر اری کو ۲۴ھ میں فتح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جنگ) جمل وصفین ونہروان میں تھے۔ اور کوفہ میں ایام مصعب بن زبیر میں انتقال فرمایا، آپ سے خلق کثیر راوی ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال)

ترجمہ:۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جن کو وہ بلند جنتوں میں جگہ دیگا وہ لوگوں میں زیادہ عقلمند ہیں (راوی) کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیسے لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں۔ فرمایا ان کی ہمت اللہ عزوجل کی طرف سبقت

کرنا اور اس کے پسندیدہ امور کی طرف جلدی کرنا ہے، انہوں نے دنیا اور اس کی اچھی چیزوں اور اس کی ریاست اور نعمتوں کو ترک کر دیا، وہ ان پر ذلیل ہوئی، تو انہوں نے تھوڑا صبر کیا، اور استراحت طویل کی روایت کیا اس کو امام یافعی نے روض الریاحین صفحہ میں)

حدیث (۳۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِکُلِّ قَرْنٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ (رَوَاہُ اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت سے ہر زمانے میں (سابقون) سبقت کرنے والے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں،

حدیث (۳۵) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّابِقُ وَالْمُقْتَصِدُ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَالظَّالِمُ لِنَفْسِہٖ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ثُمَّ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ)

اَلْمُقْتَصِدُ - میانہ رو، متوسط حال چلنے والا۔

سَابِق - اگلا، بڑھا ہوا، سبقت لے جانے والا، سبق دینے والا، خلیفہ۔

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، سابق اور میانہ رو دونوں بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا آسان حساب لیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا، (روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے)۔

حدیث (۳۶) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ کُلِّ قَرْنٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَابِقُوْنَ وَھُمُ الْبُدَلَاءُ الصِّدِّیْقُوْنَ بِھِمْ یُسْقَوْنَ وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ وَبِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ (رَوَاہُ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ)

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا آپ نے میری اُمت میں ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے ہیں، اور وہ بدلاء صدیق ہیں انہیں کی بدولت مینہ برسائے جاتے ہیں، اور انکی برکت سے روزی دیئے جاتے ہیں اور انہیں کے ذریعے زمین والوں سے بلائیں دفع کی جاتی ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے۔

حدیث (۳۷) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ طُوْبٰی لِلسَّابِقِيْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰهِ قِيْلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَآ اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْا بَذَلُوْهُ وَالَّذِيْنَ يَحْكُمُوْنَ لِلنَّاسِ بِحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ فِي النَّوَادِرِ۔

عَائِشَةُ۔ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماں آپ کی ام رُمان بنت عمر ابن العامر تھیں، اور ان کی کنیت ام عبداللہ تھی، مراد عبداللہ سے عبداللہ ابن زبیر ہمشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہیں، کہ ان کو حضرت صدیقہ نے متبنّے کیا تھا، بعد وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خولہ نے حضرت سے کہا، کہ آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے، اگر باکرہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا ہے، اور اگر ثیبہ کی خواہش ہو، تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا، دونوں سے پیغام کرو، سو بروایت صحیحہ خولہ سودہ کے پاس گئیں، انہوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا، ان کو یہ دغدغہ ہوا، کہ میں نے حضرت سے عقد مواخات باندھا ہے، میری بیٹی سے حضرت کس طرح نکاح کریں گے، یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا، کہ اخوت نسبی و رضاعی موجب حرمت ہے، نہ اخوت اسلامیہ، تب خولہ کو آپ نے فرمایا، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غریب خانہ پر رونق فرما ہوں، مجھ کو منظور ہے، چنانچہ آپ تشریف لائے اور پانسو درم مہر سے نکاح کیا، کہ اسی وقت حضرت نے قرض لے کر ادا کیا، اس وقت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چھ[1] برس کی تھی، اور صحیح یہ ہے، کہ مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا، کہ صدیق اکبر نے آپ کی طرف سے ادا کیا۔ (کذا فی بہجۃ المحافل) اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اوّل و بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں بعمر نو برس کے واقعہ ہوا، اور اٹھارہ برس کی تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی، عمر پینسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ سترھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات ہوئی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر و عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا، اور جنت البقیع[2]

[1] صحیح بخاری (مناقب عائشہ، تزویج صغار وغیرہ ابواب) (۲) صحیح مسلم (نکاح) (۳) مستدرک حاکم (جلد ۴) (۴) مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جلد ۶ صفحہ ۱۱۸ (۵) ابن سعد (جلد ۸) (۶) اسد الغابہ، اصابہ وغیرہ۔

[2] آپ کی وفات طبعی موت سے ہوئی، اور وہ جو بعض روافض اپنے خبث باطنی سے کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازہ پر ایک کنواں کھدوایا، اور اس کا سر گھاس سے چھپوا دیا، دعوت کے بہانہ سے حضرت عائشہ کو دعوت کھانے پر بلایا، وہ اس میں گر کر فوت ہو گئیں (اور اوپر مٹی ڈال دی) یہ کذب و افتراء ہے، (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۸۱۴) افسوس صد افسوس کہ حضرت سلطان ابن سعود نے علاوہ اور بہت سے قبوں کے یہ بھی منہدم کر کے مقامات مقدسہ کی فتح کا سہرا ایسا پہنا کہ ان کے مزارات کو بے نام و نشان کر دیا، اللّٰہم زد فزد۔ حالیہ تحقیق قبل ازیں مولانا احمد رضا بریلوی نے اپنے رسالہ انوار البشارہ میں اور مولانا امجد علی صاحب اعظمی نے بھی رسالہ بہار شریعت کے اور آخر میں

میں رات کے وقت دفن کیا، ان کے سوائے کوئی کنواری عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نہیں آئی، آپ اجلّہ فقہاء سے تھیں، اور بڑی مفتیہ و فصیحہ و بلیغہ تھیں، بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرع کے ان سے معلوم ہوئے ہیں، عروہ بن زبیر کہتے ہیں، کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو عاملہ معانی قرآن مجید و حافظہ احکام حلال و حرام و ماہر شعر عرب و علم طب نہیں دیکھا، کتب صحاح میں دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰ احادیث آنجناب سے مروی ہیں، از انجملہ متفق علیہ ایک سو چوہتر ۱۷۴ اور فرد بخاری چوّن ۵۴ اور فرد مسلم اٹھاون ۵۸ اور باقی اور کتابوں میں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، تجھ کو سلام کرتے ہیں، اور پورا قصہ یوں ہے کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبریل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو آپ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی، اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ثابت ہوئی، اور معلوم ہوا، کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو سلام پہنچانا مستحب ہے (تفریح الاذکیا ملخصًا) روافض کا اعتراض کہ آپ گڑیوں سے کھیلتے تھے، اس لئے ان کی حدیث قابل اعتبار نہیں، تو جواب یہ ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنا حرمت تصاویر سے پیشتر تھا، (جیسے کہ شروع اسلام میں شراب حلال تھا، اور ترمذی وغیرہ میں ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شراب کے نشہ میں مغرب کی نماز میں سورہ کافرون پڑھتے ہوئے چاروں لا چھوڑ دیئے جس سے مطلب بگڑ گیا) لہذا موجب قدح وطعن نہیں ہو سکتا، دوسرے وہ گڑیاں عرب کی ہمارے ملک کی گڑیوں کی طرح نہ تھیں جن سے کھیلنا حرام ہو تفصیل تحفہ اثنا عشریہ میں دیکھو، آپ محبوبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں، خدا نے آپ کی عصمت و برأت کلام الٰہی میں نزول فرمائی، جو تیرہ ۱۳ سال سے پڑھی جاتی ہے اور تا قیامت پڑھی جائیگی۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری ہے، سابقوں کے لئے طرف سایہ الٰہی کے، عرض کیا گیا وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) گورنمنٹ کالج لاہور نے کتاب الحج والزیارۃ کے صفحہ ۱۶۷ میں بتایا ہے، کہ جنت البقیع میں دس ہزار یا اس سے بھی زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں انہیں میں مقبرہ بنات رسول (یعنے رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہا) ہے، اور وہیں مقبرہ اہل بیت جن میں ۔ نا عثمان حضرت عباس و حسن بن علی اور علی بن حسین زین العابدین اور محمد بن علی اور امام باقر و جعفر رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی جگہ مقبرہ امہات مؤمنین یعنی حضرت عائشہ حضرت حفصہ، ام سلمہ، زینب، صفیہ، جویریہ، ام حبیبہ، سودہ رضی اللہ عنہن بھی ہیں ۱۲ منہ حفظہ ربہٗ ۱۲

لـه الطیبت للطیبین، اولئک مبرؤن مما یقولون پ ۱۸ ع ۹ آپ کی شان میں ۱۸ آیات نازل ہوئیں، خزائن العرفان ۱۲ منہ

کون لوگ ہیں، فرمایا، وہ، وہ لوگ ہیں جب حق دیئے جاتے ہیں تو قبول کر لیتے ہیں اور جب سوال کئے جاتے ہیں تو خرچ کرتے ہیں، اور وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے لئے وہی حکم کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، روایت کیا اس کو حکیم نے نوادر میں۔

حدیث (۳۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَفْوَۃُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہِ الشَّامُ وَفِیْھَا صَفْوَتُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَعِبَادِہٖ وَلَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ ثُلَّۃٌ لَا حِسَابَ عَلَیْھِمْ وَلَا عَذَابَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ

ابی امامہ باہلی صُدی بن عجلان الباہلی ساکن مصر تھے، پھر حمص کو رحلت کی اور وہیں انتقال فرمایا، آپ ان صحابہ کرام سے ہیں، جو بہت روایت کرنے والے حدیث کے ہیں شام والوں سے اور آپ سے بہت لوگ راوی ہیں، ۸۶ھ ہجری میں اکانویں سال کی عمر میں انتقال فرمایا، شام کے صحابہ کرام سے آپ ہی آخر میں فوت ہوئے۔

ترجمہ:۔ ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمینوں سے شام ہے، اور اس میں اس کی خلقت اور بندوں سے برگزیدہ لوگ ہیں اور وہ ضرور ضرور داخل ہونگے، جنت میں میری اُمت سے ایک گروہ جن پر عذاب و حساب نہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

نواں باب

اس دعا میں جس کے ہمیشہ پڑھنے سے ابدال کے زمرہ میں لکھا جاوے

حدیث (۳۹) عَنْ مَعْرُوْفِ الْکَرْخِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاَبْدَالِ (رَوَاہُ فِی الْمَوَاھِبِ)

معروف بن فیروز امام شیخ سلسلہ استاذ سری سقطی ہیں آپ کے زمانہ میں عراق میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا، جو مریدوں کی تربیت کرے، حتیٰ کہ تمام مشائخ کو آپ کی فضیلت معلوم ہو گئی، ابن حنبل اور ابن معین آپ کے پاس آتے جاتے، اور آپ سے سوال کرتے، حالانکہ یہ دونوں صاحب علوم ظاہری میں بے مثل تھے، آپ ہر دو کو لوگ کہتے تھے، کہ آپ جیسے لوگ حضرت معروف کرخی سے سوال کرتے ہیں، آپ دونوں صاحب جواب دیتے کہ ہم کس طرح نہ پوچھیں

جب ہم کو کوئی ایسا امر پیش آتا ہے، کہ اس کا پتہ ہم کو کتاب اللہ اور سنتہ رسول اللہ سے نہیں ملتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، سَلُوا الصَّالِحِیْنَ یعنی (ایسی مشکل کے وقت) صالحین سے سوال کرو۔ (مشکل کشائی ہو جائیگی) آپ کی کرامات بہت ہیں آپ لذیذ عمدہ کھانے کھاتے تھے، لوگوں نے کہا، آپ خوشگوار طعام ہدیہ کھا لیتے ہیں، اور آپ کے بھائی بشر حافی نہیں کھاتے کیا سبب ہے، فرمایا میرا بھائی پرہیزگار ہے، اور میں اپنے مولا کے گھر کا مہمان ہوں، جب کبھی وہ مجھے کھلاتا ہے کھا لیتا ہوں ۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (زرقانی شرح مواہب جلد خامس صفہ ۲۹۹) آپ کے والد خادم و دربان حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کے تھے۔ آپ معہ والدین آتش پرستوں کے مذہب پر تھے، امام موصوف نے ان کو مسلمان کیا، امام صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے، جو کچھ پایا اُن کی عنایت سے پایا حنفی مذہب رکھتے تھے آپ کے مزار پر جو دعا کرو، قبول ہوتی ہے، آپ کی قبر کی خاک تریاق مجرب کہتے ہیں، آپ کے انتقال کے وقت ہر سہ گروہ یہود آتش پرست اور مسلمانوں نے جنازہ اٹھانے کا ارادہ کیا۔ مقربان حضرت سے ایک نے فرمایا، کہ آپ نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی، کہ جو کوئی میرا جنازہ زمین سے اٹھائیگا، میں اس سے ہونگا، چنانکہ اول الذکر دو گروہ نے اٹھایا، تو نہ اٹھا سکے، آخرش مسلمانوں نے اٹھا کر آپ کو تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا۔ (کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ جدول ثالث)

ترجمہ۔ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز یہ دعا پڑھے (اے اللہ اُمت محمد پر رحم فرما، اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے روایت کیا اس کو مواہب جلد اوّل صفحہ ۴۲۰ میں (زرقانی صفہ ۲۴۰)

ف:- ابن عربی حلیتہ الابدال میں فرماتے ہیں، کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا، کہ میں ایک رات ورد سے فارغ ہو کر گھٹنوں میں سر رکھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھا، مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص نے میرا مصلا اٹھا کر اس کی جگہ چٹائی بچھا دی ہے، اور کہا کہ اس پر نماز پڑھ مجھے خوف لاحق ہوا، تو کہا جس کو اللہ تعالےٰ سے انس ہو، وہ نہیں ڈرتا، پھر کہا۔ اِتَّقِ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ حَالٍ یعنی ہر حال میں خدا سے ڈر۔ پھر مجھے صبر کا الہام ہوا، تو میں نے کہا، ابدال کس طرح ابدال بن جاتے ہیں، جواب دیا چار چیزوں سے (جن کو ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں بیان کیا ہے، صَمت (خاموشی) عزلت (تنہائی) بھوک اور (شب) بیداری سے پھر وہ شخص چلا گیا،

اور مجھے یہ معلوم نہ ہوا، کہ وُہ کس طرح آیا، اور چلا گیا، حالانکہ میرا دروازہ بند تھا، ابن عربی فرماتے ہیں، کہ یہ شخص ابدال ہے، اور اس کا نام معاذ بن اشرس ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ف:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قطب حضرت ابو بکر صدیق تھے پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر باتفاق جمہور حسن بصری رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں، کہ آپ کے بعد درجہ قطبیت سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمایا گیا، اور صحابہ کرام کے بعد اوّل قطب عمر بن عبد العزیز تھے، جب قطب کا انتقال ہوتا ہے، تو اُس کے دو وزیروں سے ایک اس کا جانشین بنایا جاتا ہے، جن سے ایک عالم ملکوت کے کام کرتا ہے، دوسرا عالم ملک کے، اوّل دوسرے سے اعلیٰ مقام کا ہے، قطب کو اس لئے قطب کہتے ہیں کہ وُہ دنیا کی جہات اربعہ میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں، جیسے فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے، **قطب** باطنی خلیفہ اور سیدالزمان ہوتا ہے، **قطب** چکی کی اس میخ کو بھی کہتے ہیں، جس کے گرد وُہ گھومتی ہے۔ **قطب**، کو ہر ایک شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا، مگر اپنی استعداد کے مطابق یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بھاری) ہے۔ (زرقانی صفحہ ۳۹۶)

حدیث (۴۰) وَعَنْهُ قَالَ مَنْ قَالَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كُتِبَ مِنَ الْاَبْدَالِ (رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ) (زرقانی صفحہ ۴۰۰)

ترجمہ:۔ حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا (پڑھے) اے اللہ امۃ محمد کی اصلاح کر، اے اللہ امت محمد سے غم دُور کر، اے اللہ امت محمد پر رحم کر، تو وُہ ابدال میں لکھا جائیگا۔

ف:۔ جب منہیات سے اجتناب کرے اور طاعات بجالائے، یا یہ مطلب ہے کہ اس کا پڑھنے والا اگرچہ مرتکب کبائر ہو، اللہ تعالٰے اس کو خالص توبہ کی توفیق دیگا، حتیٰ کہ وہ ان میں سے ہو جائیگا یعنی ان کا اجر ملے گا، درحقیقتاً ابدال بن جائیگا، ہاں اس کو ان کی مصاحبت حاصل ہو گی، اور ان کے ساتھ اس کا حشر ہوگا، بعض نے ان کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ ان کے اولاد نہ ہو گی، تاکہ وُہ اس میں مشغول نہ ہو جائیں، ہاں انبیاء علیہم السلام صاحب اولاد تھے، مگر ان کی ہستی اعلیٰ و بالا ہے، ابدال اس درجہ تک کہاں پہنچ سکتے ہیں، (زرقانی)۔

مصنف۔ خاکسار کو قبل رمضان المعظم ۱۳۴۵ھ ہجرت کو متصل گڑھی شاہو مولوی تاج الدین صاحب مرحوم کے عرس مبارک میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بعد نماز ظہر صاحب زادہ عبدالرؤف صاحب عرف مبارک مرحوم صاحب نے مواعظ حسنہ سے حاضرین متشرعین کو مستفیض فرمایا اور بتایا کہ مولانا موصوف میں علامات ابدال موجود تھیں، ہاں آپ بڑے متقی صاحب علم و ورع و زہد تھے اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی، طہارت کے لئے آپ نے کنواں دہ دردہ بنایا ہوا تھا، کہ کبھی چھوٹی موٹی نجاست سے نجس نہ ہو، حوض دہ دردہ قبلہ کی جانب نالی نہیں بنوائی، تاکہ وضو کرتے وقت قبلہ شریف کو پشت نہ ہو، اقامت نماز سے پیشتر آپ بھی اور سب مقتدی بیٹھے رہتے، حی علی الصلوٰۃ پر اُٹھتے، اور قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع ہو جاتی، رمضان شریف میں کلام مجید کی کثرت خصوصاً تراویح میں کہ ہر چہار رکعت میں ایک پارہ قرآن مجید ختم ہوتا، اور پھر ترویحہ میں اسی کو بیٹھ کر دہرایا جاتا حتیٰ کہ سحری کے وقت تک نماز ختم ہوتی، سنا گیا ہے، کہ جمعۃ الوداع کو آپ پانچ نمازیں اذان و اقامت سے باجماعت قضا فرماتے، داڑھی منڈوں کتروں کے آپ سخت مخالف تھے، اور انکی اچھی خاطر کرتے تھے، کوئی بدمذہب وہابی مرزائی، چکڑالوی، رافضی وغیرہ آپ کے پاس نہ بھٹکتا، مگر بغرض اصلاح ان سب کی اصلاح صوری و معنوی فرماتے، حقہ نوشی اور رفع سبابہ کو حرام فرماتے تھے اور ایسے کام کے مرتکب کے بھی بظاہر سخت مخالف تھے، اِلّا مَا شَآءَ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کو وسط جنت میں جگہ دے، اور ہمارا حشر بھی ایسے پاک لوگوں کے ساتھ کرے۔ آمین۔

حدیث (۱۸) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَھُمْ یُرْزَقُ بِھِمْ اَھْلُ الْاَرْضِ (رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ)

ترجمہ:۔ ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مومن مردوں اور عورتوں کے لئے ہر روز ستائیس بار استغفار کرے وہ مستجاب الدعوات لوگوں سے ہو جائیگا، جن کی برکت سے اہل زمین کو روزی پہنچائی جاتی ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے)

ف:۔ ابن تیمیہ حنبلی نے فرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان میں لکھا ہے، کہ عدد ابدال یا نقبا ریا نجبا ریا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جاتی، مگر یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طرفہ یہ، کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے، وَرُوِیَ فِیْھِمْ حَدِیْثٌ اِنَّ الْاَبْدَالَ اَرْبَعُوْنَ

رجلاً الخ یعنی ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے، کہ ابدال چالیس ہیں، اور وہ شام میں رہتے ہیں، یہ حدیث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے، یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں یہ بات معلوم ہے، کہ حضرت علی اور اُن کے ساتھی صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے، تو حضرت معاویہ کے لشکری افضل الناس ٹھیرے، نہ جناب امیر کے، ہم کہتے ہیں، کہ ابن تیمیہ نے وجہ انقطاع کی بیان نہیں کی، اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے، یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے، کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے، یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے، جب تک یہ امر ثابت نہ ہو حجت قائم نہیں ہو سکتی، اَلْخَبَرُ الدَّالُّ عَلٰی وُجُوْدِ الْقُطْبِ وَالْاَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْاَبْدَالِ۔ علامہ سیوطی کا ایک رسالہ خاص ہے، علامہ موصوف نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے، چنانچہ شریح بن عبید سے مروی ہے، کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا، لوگوں نے کہا، یا امیر المومنین ان لوگوں پر لعنت بھیجئے، آپ نے کہا نہیں ہم نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، کہ ابدال شام میں ہیں، وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں کا کوئی شخص مرتا ہے، دوسرا شخص قائمقام کیا جاتا ہے، انہیں کے سبب سے پانی برستا ہے، دشمنوں پر فتح ہوتی ہے، اہل شام پر عذاب نہیں ہوتا، (وسیلہ جلیلہ صفحہ ۱۱۲)

ابن جوزی کا زعم ہے، کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں، مگر امام جلال الدین سیوطی شافعی نے اس سے منازع کیا، اور کہا، کہ خَبَرُ الْاَبْدَالِ صَحِیْحٌ ابدال کی حدیث صحیح ہے، بلکہ حد تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہے، ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں، اور سخاوی حدیث شریح کو سب سے احسن بتلاتے ہیں، سیوطی کہتے ہیں کہ احمد و طبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے، نیز سخاوی کہتے ہیں، کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے، جو بین الائمہ مشہور ہے، کہ امام شافعی ابدال سے تھے، امام بخاری اور دوسرے حفاظ و نقاد وغیرہم کا قول ہے، کہ امام شافعی وغیرہ ابدال سے تھے، اور کہتے ہیں۔ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ یَوْمًا اِلَّا وَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَبْدَالِ وَلَا یَطْلَعُ الْفَجْرُ مِنْ لَیْلَۃٍ اِلَّا وَیَطُوْفُ بِہٖ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَوْتَادِ وَاِذَا انْقَطَعَ ذٰلِکَ کَانَ سَبَبُ رَفْعِہٖ مِنَ الْاَرْضِ۔ یعنی ہر روز و شب میں ایک ابدال اور اوتاد ضرور کعبہ شریف کا طواف کرتا ہے، جب سلسلہ منقطع ہوگا، تو کعبہ شریف کو زمین سے اٹھا لیا جائیگا۔ (زرقانی صفحہ ۲۰۱ جلد خامس) حضرت مخدوم علی جلالی ہجویری غزنوی ثم لاہوری حنفی جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے پیر کے حکم سے غزنی سے خواجہ حسین زنجانی قطب لاہور کے قائمقام ہو کر آئے، حالانکہ

وہ اس وقت زندہ تھے، آپ کی تشریف آوری کی رات ان کا انتقال ہو گیا، اور صبح ان کے جنازہ میں شامل ہوئے، قیام لاہور میں آپ نے ایک مسجد بنوائی، مگر بنیاد محراب مسجد بنسبت دیگر مساجد مائل بجنوب تھی، علمائے وقت نے اس پر اعتراض کیا، آپ خاموش رہے، اور ایک روز علمائے شہر کو جمع کیا، اور خود امام ہو کر اسی مسجد میں نماز پڑھائی، اور بعد نماز حاضرین وقت کو فرمایا، کہ دیکھو کعبۃ اللہ کس طرف ہے، فی الحال حجاب سب کے درمیان سے اٹھ گیا، اور کعبہ محاذی دبرابر مسجد کے نمودار ہوا، کہ سب نے اچھی طرح آنکھوں سے دیکھا، اور آپ کی قبر بھی موافق مسجد کے سمت رکھتی ہے، شروع میں آپ کے مزار پر گنبد نہ تھا، ۱۲۷۸ھ ہجری میں ایک شخص حاجی نور محمد فقیر نے تعمیر گنبد کرائی، اور مسجد قدیم بھی، دوبارہ بسعی گلذار شاہ فقیر تعمیر ہوئی، آپ کا مزار مبارک بڑا متبرک و پُر فیض ملجائے خلق ہے، اور مخلوق خدا آپ کی خاک پاک سے فوائد دینی و دنیاوی حاصل کرتی ہے، چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سجزی قطب الہند و حضرت فرید الدین گنج شکر وغیرہ اولیائے کبار نے فوائد عظیم آپ کے مزار سے حاصل کئے ہیں، اور مدتوں آپ کے مزار پُر انوار پر خلوت گزیں رہے ہیں، تاحال مقام خلوت خواجہ بزرگ اندرون حریم مزار و مقام چلہ حضرت فرید بیرون خانقاہ موجود ہے، نقل ہے، کہ جب حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن بعد حصول مقاصد و عطائے خلعت قطبیت آپ کے مزار گُہربار سے رخصت ہوئے، بوقت روانگی، روبروئے مرقد مقدس کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا، ع

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملان را راہنما

اس روز سے آپ کا نام مخدوم سخی گنج بخش مشہور ہو گیا۔

(خاکسار کاتب الحروف کو بھی خداوند تعالیٰ نے آپ کی دعا و برکت سے فرزند ارجمند عبدالرشید مولوی فاضل عطا فرمایا، خداوند تعالیٰ اس کو پابند شریعت عالم عامل خادم اہل اسلام روشن کنندہ اسمار آباؤ اجداد بنادے، اور اس کے معصوم بھائی عبدالمجید کو عمر طبعی عطا فرما کر اس کا قوت بازو بنادے، اور آپس میں دونوں کو نیک کاموں میں شریک کرے آمین وبہ نستعین

قدیمی مسجد کو ۱۳۴۰ھ ہجری میں دوبارہ مسمی غلام رسول تاجر مرحوم نے بہت وسیع پیمانہ پر تعمیر کیا پہلی مسجد کے محراب کی جگہ کو سنگ مرمر لگا کر دکھایا گیا ہے، اور اس کے ساتھ لیک اور چھوٹا سنگ مرمر ہے، جو کسی گورنر کی قبر کا نشان بتایا جاتا ہے، تواریخ مولانا عین القضاۃ لکھنوی مرحوم اور اقبال صاحب کی دروازہ پر کندہ ہیں اور غالباً ۱۳۵۰ھ ہجری کو مزار پُر انوار کے ارد گرد زریں دیوار کے ساتھ لاہور سازندہ

امرتسر، بیگم کوٹ کے زن و مرد نے سنگ مرمر کے پتھر لگوائے، اور شمال کی جانب وسیع حجرے تعمیر کئے گئے، آپ کی تاریخ وفات بقول سفینۃ الاولیاء ۴۶۴ھ یا ۴۶۶ھ وبقول نفحات و اخبار الاصفیاء ۴۶۵ھ ہجری ہے، آپ اپنی کتاب کشف المحجوب مطبوعہ لاہور فارسی کے صفحہ ۱۵۸ اور اُردو کے صفحہ ۲۶۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے اہل حل وعقد اور درگاہ حق کے سپاہی ۳۰۰ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں، اور ۴۰ کو ابدال اور سات کو ابرار اور چار کو اوتاد اور تین کو نقباء اور ایک کو قطب اور غوث کہتے ہیں، اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور آپس میں اذن لینے کے لئے ایک دوسرے کے محتاج ہیں، اس پر اخبار مرویہ ناطق ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت اس کی صحت پر متفق ہیں ۔ محدث دمیاطی فرماتے ہیں۔ *

مصنف بحر المعانی رسید محمد جعفر مکی حسینی متوفی ۸۹۱ھ از اعاظم خلفائے نصیر الدین محمود خلیفہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ میں نے سب سے ملاقات کی اور ان سے انعامات حاصل کئے اور اُن کے مقامات کو بھی مشاہدہ کیا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۳۴ مجتبائی ۱۳۰۹ھ وخزینۃ الاصفیاء ص ۳۹۳)

صاحب فتوحات مکی محی الدین ابن عربی جو ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ بروز شنبہ مرسیہ میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ھ بروز پنجشنبہ دمشق میں فوت ہو کر قاسیون میں دفن ہوئے ابدال کا حال و اپنی ملاقات کی تشریح فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم عمری دہلوی، خطہ ہند میں استاذ الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین و محدثین تھے، ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا تاریخی نام "غلام حلیم" ہے، ۹۰ سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی، اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہیں، تاریخ وفات "شیخ پیشوائے دین" ہے آپ نے اپنی کتاب بستان المحدثین کے صفحہ ۱۷۴ میں شیخ احمد بن زروق مغربی رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام شمس الدین لقانی .... اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کی بڑی تعریف و اوصاف لکھی کہ وہ ابدال سبع (سات ابدال) اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت و حقیقت کے جامع ہیں آپ کے شاگرد فخریہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے شاگرد ہیں علاوہ ازیں یہ بھی لکھا، کہ احمد زروق ابدال مرے جلیل القدر ست ، کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر ست۔

آپ کا ایک قصیدہ بطرز قصیدہ جیلانیہ ہے جس کے دو بیت یہ ہیں ؎

أَنَا لِمُرِيْدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ ۔۔۔ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَتِهِ

جیسا اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں ۔۔۔ جب ستم زمانہ اپنے نحوست سے اس پر تعدی کرے

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَّوَحْشَةٍ فَنَادِ بِيَا زَوْرَقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ
اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زورق میں فوراً موجود ہونگا

حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی کے مرید و خلیفہ اعظم اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھی مشرف ہوئے، مذہب شافعی رکھتے تھے، مناقب غوثیہ شیخ محمد صادق شیبانی میں ہے، کہ آپ کے والد ماجد محمد عبداللہ صاحب کی اولاد نہیں تھی، اُنہوں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے طلب دعا فرزند کی، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بہ عطائے فرزند حق تعالیٰ سے اُن کو بشارت دی، اور اُسی شب حمل ہوا، نو ماہ کے بعد دختر تولد ہوئی اس کو بحضور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ پیش کیا، آپ نے فرمایا یہ دختر نہیں پسر ہے، اور اس پسر کو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے نام سے ہم نے نامزد کیا، بڑی عمر کا ہوگا، لیکن موئے ابرو و بر دو پستان اس لڑکے کے بہت دراز ہونگے، اور زمرہ اولیاء میں اعلیٰ ہوگا، جب اُنہوں نے دیکھا، تو واقعی لڑکا تھا، خدا کا شکر بجا لاکر بخوشی گھر واپس ہوئے، آپ بعمر ۱۶ سال علوم صرف و نحو و منطق و معانی و فقہ و حدیث میں فاضل کامل ہوگئے، ابھی علم کلام کا اتنا شوق تھا، کہ شب و روز اس کی تحصیل میں مستغرق رہتے، آپ کے والد نے ہر چند منع کیا، کہ یہ علم چھوڑ کر علم طریقت حاصل کرو مگر کچھ اثر نہ ہوا، چنانچہ آپ کو حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے جا کر عرض حال کیا، آپ نے شیخ موصوف کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا، کہ بتاؤ علم کلام کی کون کون سی کتاب پڑھی ہے، بمجرد ہاتھ پھیرنے کے سب علم کلام فراموش ہوگیا، کتابوں کے نام تک یاد نہ رہے، ناچار خاموش ہوئے، حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا، کہ ہم نے علم کلام کو تمہارے سینے سے محو کر کے علم معرفت حق دیدیا، اس روز سے آپ علوم ظاہری سے دست بردار ہو کر بدل و جان تحصیل علم باطنی میں مشغول ہوگئے، آپ نے دیگر مشائخ عظام سے بھی استفادہ و استفاضہ کیا ہے اور ابدال و اوتاد کے ساتھ بھی جنگلوں میں ہم صحبت رہے، بارہا آپ کے پاس خضر علیہ السلام تشریف لاتے اور رموز علوم باطن و طریقت سے بہرہ اندوز کرتے آپ کی ولادت بقول مخبر الواصلین ۵۴۲ھ اور وفات ۶۳۲ھ

لے شارح صحیح بخاری کے استاذ جن کی تعریف میں شاہ صاحب دہلوی رطب اللسان ہیں، مدلغا ئبانہ کی تعلیم مشکلات کے حل کے لئے بتاتے ہیں فافہم۔ منہ سلمہ ربہ وحفظہ من جمیع الآفات والعاہات ۱۲۔

احوالِ ابدال

مصنفہ

مولینا محمد عبدالعزیز نگوی
قدس سرہ العزیز

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

602